MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماهنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاهور

جلد نمبر 22

شمارہ نمبر 02

جون 2021ء، شوال المکرم / ذوالقعدہ 1442ھ

WWW.MIRRAT.COM

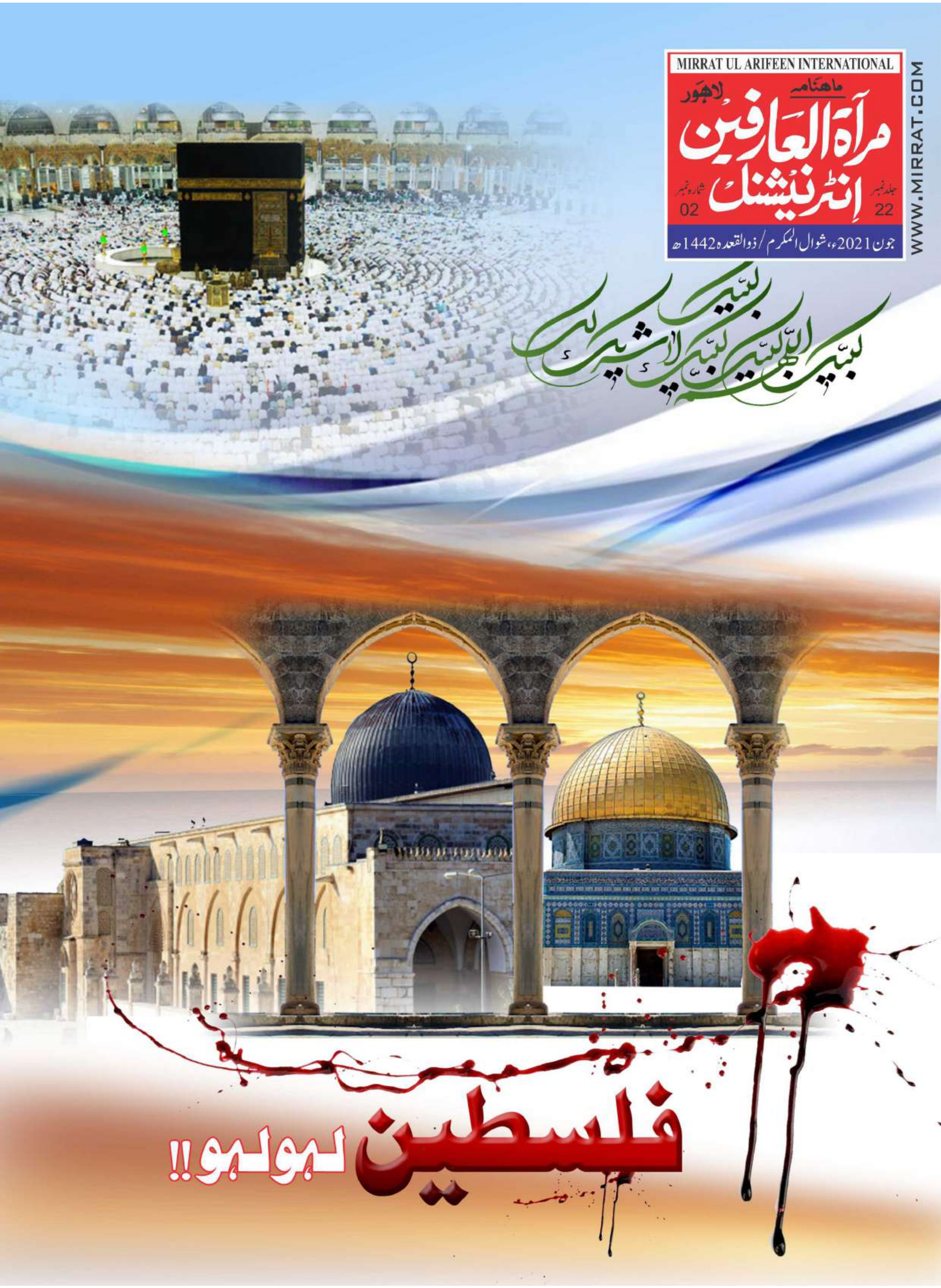

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا
الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔
(الاسراء:1)

ہر مسلمان کا **القدس الشریف** سے روحانی تعلق ہے
مسلمانوں کا یہ تعلق دنیا کی کوئی غاصب طاقت ختم نہیں کر سکتی۔

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جون 2021ء، شوال المکرم / ذوالقعدہ 1442ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فیضانِ نظر

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب سروری قادری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹر

طارق اسمٰعیل ساگر

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک (فلسطین لہولہو)		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	Palestine and Kashmir Crises: Call for Justice	Sahibzada Sultan Ahmed Ali	5
4	مسئلہ فلسطین و کشمیر: انصاف کی ضرورت	مسلم انسٹیٹیوٹ	7
5	مسئلہ فلسطین: تاریخ، حقائق اور مستقبل	صاحبزادہ سلطان احمد علی	10
6	پاک بھارت تعلقات - تاریخی تناظر اور مستقبل	محمد محبوب	14
7	پاکستان قدرت کا عظیم شاہکار	لئیق احمد	19
	احکامِ شرع		
8	اسلام کا پانچواں رکن عظیم "حج"	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	25
9	تقویٰ: عبادات کا حاصل (قرآنی تعلیمات کی روشنی میں)	مفتی محمد شیر القادری	32
	صلائے عام		
10	ثقافتی جنگ اور جوانانِ اسلام کی ذمہ داریاں	صاحبزادہ سلطان احمد علی	38
	تذکرہ		
11	شیخ الاسلام امام بقی بن مخلد قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	43
	باھُو شناسی		
12	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
13	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

ایڈیٹوریل بورڈ

- سجاد علی چوہدری
- محمد افضل عباس خان
- محمد سیف الرحمٰن

آرٹ ایڈیٹر

- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
فرانس	امجد علی
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

فی شمارہ نیوز پیپر 40 روپے — سالانہ (ممبرشپ) 480 روپے

فی شمارہ آرٹ پیپر 50 روپے — سالانہ (ممبرشپ 600 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
200	100	80

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندروڈ، لاہور سے چھپوا کر کمرہ نمبر-9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ 16 میکورڈ روڈ لکشمی چوک لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

"وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا" (الکہف:58)

"اور تمہارا رب بخشنے والا مہر (رحمت) والا ہے اگر وہ انہیں ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا بلکہ ان کیلئے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے"۔

"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا: مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے اور (گناہ سے) ہٹ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے- (لیکن) اگر وہ ڈٹا رہے اور زیادہ (گناہ) کرے تو یہ نشان بڑھتا جاتا ہے"-(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد)

سرِّ ربانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

فرمان

"اے بیٹا! گناہ کر کے اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بلکہ اپنے دین کے کپڑوں کی نجاست کو توبہ کے پانی، اس (توبہ) پر ثابت قدمی اور اس میں اخلاص سے دھو دے اور دین کو معرفت الٰہی کی خوشبو سے پاک اور معطر کر لے- تو جس مقام پر ہے اس سے بچ اور ڈر، اس حالت میں تو جس طرف بھی رخ کرے گا درندے اور تکلیفیں تیرے ارد گرد ہوں گے، جو تجھ پہ حملہ کریں گی، تو ان سے اپنا رخ پھیر لے اور اللہ پاک کی طرف دل سے رجوع کر، اپنی عادت، شہوت اور خواہش سے نہ کھا، ان پر دو عادل گواہوں کی گواہی لے، اور دو گواہ "کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)" ہیں- پھر ان پر دو گواہ اور طلب کر اور وہ قلب اور امر الٰہی ہیں- جب کتاب اللہ، سُنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور قلب کی اجازت مل جائے تو چوتھے کی اجازت یعنی امر الٰہی کا انتظار کر"-

(الفتح الربانی)

سلطان العارفین

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

فرمان

لہ، ھو غیری دھندے ہک پل مول نہ رہندے ھو
عشق نے پٹے رکھ جڑھاں تھیں اک دم ہول نہ سہندے ھو
جیڑھے پتھر وانگ پہاڑ آہے اوہ لون وانگوں گل وہندے ھو
عشق سوکھا لاجے ہوندا باھو سبھ عاشق ہی بن بہندے ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان، اتحاد، تنظیم

"دنیا آج تاریخ کے عظیم ترین بحران سے گزر رہی ہے- اسلام اور مسلمان بھی اس زبردست عالمی جنگ میں کسی اور قوم کے مقابلے میں کم اہم کردار ادا نہیں کر رہے ہیں- آیئے آج ہم عہد کریں کہ آنے والے عالمی امن کے ضمن میں بھی متحد ہو کر اپنا کردار ادا کریں گے"-(عید الفطر اتحاد اور اخوت کی علامت ہے، 11 اکتوبر، 1942ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقش دوئی مٹا دیں
سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالا اس دیس میں بنا دیں

(بانگِ درا)

فلسطین لہولہو

ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں قابض اسرائیلی افواج اور نسل پرستانہ اسلاموفوبک ہجوم کی جانب سے مسجدِ اقصیٰ اور فلسطینیوں پر حملوں کے بعد مسئلہ فلسطین عالمی میڈیا کی توجہ کا مرکز بنا- قابض افواج نے بیت المقدس اور پھر غزہ میں ایک بار پھر مظالم کا نیا بازار گرم کیا- ان حملوں میں 250 کے قریب فلسطینی جام شہادت نوش کر گئے جن میں عورتیں اور معصوم بچے بھی شامل ہیں- موجودہ صورتحال میں اقوام متحدہ کا عالمی امن کا نظام بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے سے قاصر ہے- یہ تیسری مرتبہ ہے جب ایک ہفتے کے دورانیہ میں سکیورٹی کونسل کی طرف سے ایمرجنسی میٹنگز کا اعلامیہ اور قرارداد پر متفق نہیں ہوا جا سکا-

فلسطین کی موجودہ صورتحال اور حالیہ اسرائیلی جارحیت کوئی نئی بات نہیں ہے- بالخصوص گزشتہ چند سال میں سفارتی سطح پہ ہونے والی تبدیلیوں سے ایسے حملوں کی توقع کرنا بالکل خلافِ توقع نہیں تھا- عالمی قوانین کی خلاف ورزیوں اور فلسطینیوں پہ مظالم کے باوجود عالمی طاقتوں کی سپورٹ اور چند مسلم ممالک کی جانب سے تسلیم کئے جانے پر یقیناً اسرائیلی قیادت کو توسیع پسندانہ عزائم جاری رکھنے کا حوصلہ ملا ہے-

حالیہ حملوں کے تناظر میں عالمی میڈیا کا دوہرا پن بھی کھل کر سامنے آیا ہے کہ جہاں عالمی قوانین مظلوم اور مقبوضہ اقوام کو حقِ مزاحمت دیتے ہیں تو وہیں بعض میڈیا ہاؤسز کی جانب سے مظلوم فلسطینیوں کے فطری ردِ عمل کو دہشت گردی اور اسرائیلی جارحیت اور مظالم کو جائز قرار دینے کی کوششیں کی گئیں- یہ دوہرے معیارات کا عملی اظہار ہے- اسرائیلی کے جنگی جرائم چھپانے کے لیے سوشل میڈیا پر بھی اسرائیل کے حق میں اور فلسطین کے خلاف باضابطہ ٹرینڈز چلائے گئے جو جرم کی پشت پناہی کے ساتھ ساتھ مظلوم کے حق میں آواز بلند کرنے کی آزادی اظہارِ رائے کی بھی خلاف ورزی ہے- اس میں مزید دلچسپ امر یہ ہے کہ اسرائیلی بمباری سے غزہ میں الجلا ٹاور کو نشانہ بنایا گیا جس میں عالمی میڈیا ہاؤسز کے دفاتر قائم تھے لیکن اس کے باوجود اسرائیلی کے مجرمانہ افعال پر چشم پوشی کی جا رہی ہے-

غیروں سے گلہ تو بجا لیکن مسئلہ فلسطین پر اپنوں کا ردِ عمل بھی زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے- مسلم دنیا کے حکمرانوں کو اپنے اندرونی انتشار اور نظریاتی اختلافات سے فرصت ہی نہیں کہ وہ القدس شریف کی حفاظت کیلئے متفقہ اور قابلِ عمل پالیسی مرتب کر سکیں- او آئی سی اجلاس بھی رسمی مذمتی قراردادوں تک محدود ہیں- اگرچہ پاکستانی اور ترکش قیادت نے چند عملی اقدامات کیلئے آواز بلند کی ہے لیکن جب تک بحیثیت مجموعی مسلم ممالک اس مقصد کیلئے اکٹھے نہیں ہو جاتے، اس وقت تک فلسطین کی آزادی اور عالمی قوانین کے مطابق ان کے حقوق کی فراہمی ایک خواب ہی محسوس ہوتی ہے-

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مسلم قیادت جغرافیائی، نسلی، لسانی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پہ تقسیم ہو چکی ہے- ایسے میں القدس شریف جو ہماری روحانی اساس ہے اس کیلئے کمربستہ ہونا مشکل امر نظر آتا ہے- کیونکہ مسئلہ فلسطین کو پہلے ڈی اسلامائز کر کے عرب دنیا کا ایک مسئلہ بنا دیا گیا- پھر رفتہ رفتہ اسے عرب اسرائیل تنازعہ سے بھی ایک درجہ آگے جاتے ہوئے اسرائیل فلسطین تنازعہ بنا دیا گیا- فلسطین کی موجودہ صورتحال میں یہ بات مسلم دنیا کے حکمرانوں کو ذہن نشین ہونی چاہئے کہ بیت المقدس کی حیثیت ہر مسلمان کیلئے مسلمہ ہے اور جب تک مسلمانوں کا اسلام سے رشتہ قائم ہے ان کا بیت المقدس کے ساتھ رشتہ قائم ہے- ہر عام مسلمان کے دل بیت المقدس اور قبلہ اول کے ساتھ دھڑکتے ہیں اسلئے وہ مسجدِ اقصیٰ کی بے حرمتی اور فلسطینی مسلمانوں پر مظالم کو کبھی برداشت نہیں کریں گے-

اس وقت چند مسلم ممالک نے اس اہمیت کے سمجھتے ہوئے مسئلہ فلسطین کے پرامن حل کیلئے سفارتی سطح پر کوششیں تیز کی ہیں جو خوش آئند ہیں- اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلم ممالک متفقہ فلسطین پالیسی بنائیں جس میں مغربی ممالک پر دباؤ ڈالا جائے تاکہ انہیں اس بات کا ادراک ہو کہ مسلمانوں کی زندگیاں بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی باقی دنیا کے انسانوں کی ہیں اور یہ کہ ہم کسی صورت القدس شریف پر اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوں گے- ساتھ ہی ساتھ نئی نسل کو القدس شریف کے ساتھ اپنے روحانی تعلق کے متعلق آگاہ کیا جاتا رہنا چاہئے تاکہ کسی بھی میڈیا وار یا ڈِس انفارمیشن کا شکار ہو کر وہ اپنے حق کے متعلق غیر یقینی کا شکار نہ ہو سکیں-

Welcoming Remarks

Palestine and Kashmir Crises: Call for Justice

Sahibzada Sultan Ahmed Ali

Distinguished Guests, Ladies, and Gentlemen, Assalam-o-Alaykum and Good Morning to you all!

I warmly welcome you all in today's seminar, titled "Palestine and Kashmir Crises: Call for Justice," being organized by MUSLIM Institute and the Parliamentary Committee on Kashmir.

Before I begin my remarks, I just want to express my gratitude to:
His Excellency Sardar Masood Ahmad Khan, President Azad Jammu & Kashmir,
Honourable Raja Zafar-ul-Haq, Secretary General Mu'tamar al-Al Islami,
His Excellency Mr. Ahmad Rabaie, Ambassador of Palestine to Pakistan,
His Excellency Mr. Ali Fikrat Oglu Alizada, Ambassador of Azerbaijan to Pakistan,
His Excellency Mr. Mthuthuzeli Madikiza, High Commissioner of South Africa to Pakistan,
His Excellency Mr. Ali Fikrat Oglu Alizada, Ambassador of Azerbaijan to Pakistan,
His Excellency Dr. Mazen Obeid, Ambassador of Syria to Pakistan,
Honourable Lord Nazir Ahmad, Former Member, House of Lords, UK,
Honourable Mr. Sikandar Siddique, Member Parliament of Denmark,
For sparing their precious time for today's timely seminar.

I am also extremely thankful to Mr. Shehryar Afridi –Chairman Parliamentary Committee on Kashmir – for jointly organizing this event with MUSLIM Institute.

Last, but certainly not least, I want to express my appreciation for the young and energetic soul we know as Mr. Khurram Ellahi for his efforts in making this seminar happen. And it would also not be fair to not mention the efforts of MUSLIM Institute's PR Associate, Mr. Asif Tanveer Awan, for working with Mr. Khurram Ellahi to make this timely event possible.

Ladies and Gentlemen!

We are gathered here today to 'call for justice,' as the seminar's title points out. 'Justice' is exactly what has been missing since the inception of both these conflicts many decades ago. Past few weeks, like many times over the years, have been simply unreal to watch and witness. Innocent civilians and children being inhumanely attacked, bombed, and killed. One of our holiest sites Al-Quds being attacked, in the holy month of Ramadan no less.

Despite the worst atrocities committed by the Israelis and the BJP in their inhumane siege on Palestinians and Kashmiris, respectively, we could only watch with a heavy heart and teary eyes.

Why? Why after over 73 years, the Muslim Ummah and its leadership is unable to stand up to the barbarians that continue – to this very moment – terrorize and kill our brothers and sisters.

Ladies and Gentlemen!

They wage war in the name of peace. They bomb in the name of humanity. They practice imperialism and colonialism in the name of democracy.

It is just inconceivable to witness such barbarity and injustice despite the international system having evolved to seemingly protect basic human rights while instilling a sense of morality.

The answer, ladies and gentlemen, for such blatant injustice is simply: power asymmetry. If the last few weeks, and the last 73 years in general, are of any indication, it is that the powerful get away with pretty much anything.

There was condemnation from across the world for what was happening in Palestine. Yet, it took weeks to mobilize a simple unified response from the Muslim world.

It took weeks to come together at the stage of the UN. Yes, institutional cultures do curtail the swiftness of such international or regional mobilization, however, we do need to keep in mind that every day, multiple lives were lost which could have been saved. Besides, it is not just the past few weeks, we need to remember that these conflicts go back many decades.

Ladies and Gentlemen!

What is happening in Palestine, and in Kashmir, there is no law, no morality, no values, no logic that explains the actions of the barbarians we know as Israeli and Modi's BJP regimes. It is just power. They have gotten away with it only because of the power asymmetries that exist in the international system. Power asymmetries that force states to either bow down or simply look the other way.

We, as Muslim nations, have a responsibility to tackle such power dynamics by focusing on unifying our position and diplomatic resources to disband such asymmetry. For that, we as Muslim nations – who are blessed to have our homelands where we can practice our religion freely – need to internally strengthen ourselves so that we are able to fight for the rights of our brothers and sisters in Palestine and in Kashmir.

Ladies and Gentlemen!

In order to achieve any meaningful justice, we need to unify ourselves religiously as well as politically. Internal stability is the first step for a unified response to the discriminatory power asymmetries that keep us from achieving any meaningful justice in Palestine or Kashmir. At the regional level too, we need unification. For that, ladies and gentlemen, we need to free ourselves from the western interpretation of 'nationalism' that Allama Iqbal also criticized. For us Muslims, nationalism is not based on race, culture, or geography, rather it is based on our religion and relationship with Muhammad (SAW) the Messenger of Allah. We need to give preference to this spiritual connection that we all have and share, instead of any pseudo western influenced idea of nationalism based on geopolitics.

Ladies and Gentlemen!

I would like to conclude by offering my prayers and sympathies for all those who have lost their lives in these conflicts. I pray that Allah Almighty give the people of Palestine and Kashmir the patience and resilience they need, and give us all Muslims the guidance to fight for their justice. Ameen.

Thank you once again to all for joining us today, and I look forward to a productive discussion by our worthy panelists.

Thank you very much.

مسئلہ فلسطین وکشمیر: انصاف کی ضرورت

مسلم انسٹیٹیوٹ اور پارلیمانی کمیٹی برائے کشمیر کے زیرِ اہتمام ''مسئلہ فلسطین وکشمیر: انصاف کی ضرورت'' کے موضوع پہ سیمینار کا انعقاد 27 مئی 2021ء کو پاکستان انسٹیٹیوٹ برائے پارلیمانی سروسز، اسلام آباد میں ہوا- سیمینار میں شہدائے فلسطین اور کشمیر کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیلئے ایک منٹ کی علامتی خاموشی اختیار کی گئی- سیمینار کی صدارت صدر آزاد جموں وکشمیر جناب سردار مسعود خان نے کی- چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ جناب صاحبزادہ سلطان احمد علی نے افتتاحی کلمات ادا کیے- چیئرمین کشمیر کمیٹی جناب شہریار آفریدی نے اختتامی کلمات ادا کیے- دیگر مہمان مقررین میں سیکرٹری جنرل مؤتمر العالم الاسلامی سینیٹر راجہ ظفر الحق، فلسطینی سفیر احمد ربائی، لارڈ نذیر احمد (سابق ممبر ہاؤس آف لارڈز) اور ڈنمارک کے ممبر پارلیمنٹ سکندر صدیق شامل تھے- اسامہ بن اشرف (ریسرچ ایسوی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے- سفراء، سکالرز، طلباء، جامعات کے پروفیسرز، وکلاء، صحافیوں، سیاسی رہنماؤں، سماجی کارکنوں اور زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات نے سیمینار میں شرکت کی-

پینل میں شامل ماہرین کی جانب سے کیے گئے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

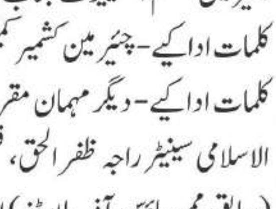

ابتدائی کلمات

صاحبزادہ سلطان احمد علی

دیوان ریاست جوناگڑھ و چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ

مسئلہ کشمیر و فلسطین دونوں تنازعات میں عدل و انصاف ناپید ہے- مقدس ماہ رمضان میں معصوم شہریوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے اور مسجد اقصیٰ جیسے متبرک مقام کی بے حرمتی کی گئی- اگر پچھلے 73 سال اور بالخصوص گزشتہ چند ہفتوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہے کہ دنیا کا نظام جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول پر قائم ہے- اگرچہ فلسطین میں جو کچھ ہوا اس کی مذمت پوری دنیا میں کی گئی لیکن مسلم دنیا کی طرف سے سادہ سا مشترکہ جواب آنے اور اقوامِ متحدہ کو فعال کرنے میں بھی ہفتوں وقت لگا- اس کی وجہ دنیا میں طاقت کا عدم توازن (power asymmetry) ہے اس وقت کشمیر اور فلسطین میں نہ کوئی قانون ہے اور نہ ہی کوئی اخلاقی اقدار- مودی کی بی جے پی حکومت اور اسرائیلی قابض افواج ان دونوں خطوں میں نہتے شہریوں کے قتل عام میں مصروف ہیں- کشمیر و فلسطین کے مسلمانوں کی زبوں حالی ختم کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ تمام مسلم ریاستیں اپنے وسائل کو مجتمع کریں اور ایک سیاسی و سفارتی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں- اس ضمن میں مسلم اقوام کو مغرب کے دیئے گئے قومیت کے نظریہ سے بھی جان چھڑانا ہو گی اور رنگ، نسل یا جغرافیہ کی بجائے حضور نبی کریم (ﷺ) کے فرمودات کے مطابق اسلام کے تصور قومیت پر اکٹھا ہونا ہو گا-

اظہارِ خیال (بذریعہ ویڈیو لنک)

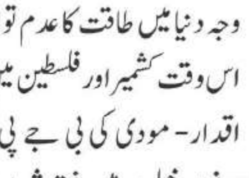

جناب سکندر صدیق:

ممبر پارلیمنٹ، ڈنمارک

سب سے پہلے میں قابض اسرائیلی افواج کی شدید مذمت کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بے گناہ لوگوں کے خلاف کاروائی کی- اسرائیل فلسطینی لوگوں کا قتل عام کرتا ہے جبکہ پوری دنیا دیکھتی ہے اور عملی اقدام نہیں کرتی- اقوام متحدہ، یورپی یونین اور تمام جمہوری ریاستیں کہاں ہیں جو انسانی حقوق کی بات کرتی ہیں؟ غزہ کئی دہائیوں سے کرفیو میں ہے فلسطینی کھلی جیل میں رہ رہے ہیں جہاں وہ اجازت کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے ہیں- دنیا بھر کو اصولاً معاشی، سیاسی اور ثقافتی اعتبار سے اسرائیل کا بائیکاٹ کرنا چاہئے- یہ مطالبہ میں نے ڈینش پارلیمنٹ کے سامنے بھی پیش کیا ہے- میں ڈنمارک کے وزیر اعظم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ کم از کم

اسرائیل سے کہیں کہ ہم بحیثیت قوم فلسطین میں آپ کے اقدامات کی مذمت کرتے ہیں- ہم یہ قبول نہیں کرسکتے کہ ہماری حکومتیں معاشی نمو اور سیاسی تعلقات کی وجہ سے مسئلہ کشمیر اور فلسطین کو نظرانداز کریں-

اظہارِ خیال

لارڈ نذیر احمد:

سابق ممبر ہاؤس آف لارڈز، یوکے

کشمیر اور فلسطین دونوں کیلئے ایک جیسا سانحہ 1947ء میں شروع ہوا- دونوں مسئلوں پہ اقوام متحدہ کی قرار دادیں موجود ہیں- ان قرار دادوں پر عمل درآمد اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی کی ذمہ داری ہے- مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر میں مماثلت ہے- نسل کشی کی تعریف کے مطابق کسی ایک خاص قوم کی بڑی تعداد کو قتل کرنا ہے تاکہ اس کی تعداد کو کم کیا جائے اس ارادے سے کہ اس قوم یا گروہ کو تباہ کردیا جائے، یہ تعریف کشمیر اور فلسطین دونوں پہ صادق آتی ہے- جہاں پہ نسل کشی کی جارہی ہو وہاں اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ دخل اندازی کرے- اسرائیل فلسطین پر غیر قانونی قبضہ کر رہا ہے اور ہندوستانی کشمیر پر غیر قانونی قبضہ کر رہے ہیں- مسلمانوں نے میڈیا پر سرمایہ کاری نہیں کی جبکہ اس کے برعکس پوری دنیا کا میڈیا (کا بڑا حصہ) صیہونیوں کے قابو میں ہے- مسلمانوں کو مضبوط تحقیقی اداروں پہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے- بھارت میں میڈیا پر مکمل کنٹرول انتہا پسند تنظیم RSS کا ہے- مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے ظلم و جبر سے آزادی اور بنیادی انسانی حقوق پہ ہر انسان کا حق ہے

اظہارِ خیال

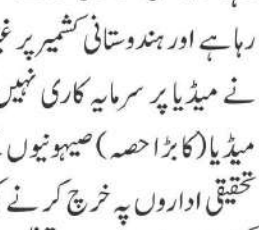

عزت مآب احمد ربعی:

فلسطینی سفیر برائے پاکستان

فلسطین میں حالیہ اسرائیلی جارحیت کو روکنے میں پاکستان کے عوام اور حکومت نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا- فلسطینیوں کو اپنے آبائی وطن سے بزور طاقت نکالا گیا اور بنیادی سہولیات پانی، خوراک اور علاج سے محروم کردیا گیا ہے- اس کے علاوہ مختلف قوتیں اسرائیلیوں کو غیر قانونی طور پر فلسطینیوں کی سرزمینوں پر آباد کرنے کوشش کر رہی ہیں- غزہ کی پٹی میں لگ بھگ 2 ملین افراد بھی اسرائیلی مظالم کا شکار ہوچکے ہیں- ان مظالم کو سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ شیئر کرتے ہوئے وزیر اعظم عمران خان نے اس طرح خلاصہ بیان کیا-

"تم میرا پانی لے لو اور میرے تمام درخت جلا دو، میرے گھر کو تباہ کرو، میرے والد کو قید کرو، میری ماں کو قتل کرو، میرے ملک پر بمباری کرو، سب کو فاقے سے دوچار کردو لیکن موردالزام بھی میں ٹھہرا اگر میں نے جوابی کاروائی میں ایک راکٹ پھینک دیا"-

انسانی حقوق کمیشن اور عالمی طاقتوں کو چاہیے کہ وہ انسانی حقوق کی پامالی کے تناظر میں فلسطین کے معاملے کو سنجیدگی سے لیں- مزید یہ کہ تمام مسلمان ممالک کو فلسطین میں یہودیوں کے غیر قانونی ٹھکانے کے خلاف مزاحمت اور مسجد اقصیٰ کے مظالم کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے- ان شاءاللہ فلسطینی اسرائیل سے آزادی حاصل کریں گے-

اظہارِ خیال

سینیٹر راجہ ظفرالحق:

سیکرٹری جنرل، مؤتمر العالم الاسلامی

جب برصغیر کے مسلمان اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے تو مسلمانانِ ہند نے مارچ 1940ء کے سیشن میں دو اہم قرار دادیں منظور کی تھیں- ایک قیامِ پاکستان کیلئے اور دوسری فلسطینی مسلمانوں کیلئے- مسئلہ فلسطین کو پیدا ہوئے 100 سال بیت چکے ہیں اور یہ مسئلہ بین الاقوامی سطح پر سازشوں کا شکار رہا- گزشتہ ڈیڑھ ماہ کے دوران جو کچھ ہوا ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے- لیکن اسرائیل کو کسی مسلمان ملک کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم متحد نہیں ہیں- موجودہ صورتحال میں پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ حماس اور الفتح کے مابین مشترکہ موقف پیدا کیا جائے تاکہ فلسطینی مؤقف عالمی سطح پہ زیادہ پذیرائی حاصل کرے- دنیا بھر کے لوگوں نے فلسطین کے حق میں اپنی آواز بلند کی ہے- ہمیں مسئلہ فلسطین پہ انٹرنیشنل کریمینل کورٹ سے رجوع کرنا چاہیئے تاکہ اسرائیلی مظالم پر مقدمہ چلایا جاسکے- حکومتوں اور انفرادی حیثیت میں لوگوں کو

غزہ کی تعمیرِ نو کیلئے فنڈز قائم کرنے چاہئیں- کشمیر کے مسئلہ پہ ہم نے کچھ کام کیا ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے- تمام سیاستدانوں کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے-

صدر محفل

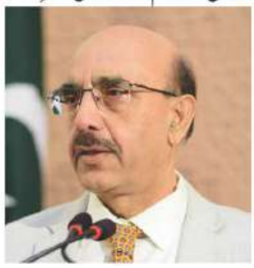

سردار مسعود خان:
صدر آزاد جموں وکشمیر

پوری پاکستانی قوم فلسطینیوں کے ساتھ کھڑی ہے جس کی وجہ انسانیت اور اخلاقیات ہیں- ترکی اور فلسطین کے ساتھ مل کر پاکستان کی کاوشوں کے سبب غزہ میں بہت سی قیمتی جانیں محفوظ ہوئیں- فلسطین اور مقبوضہ جموں وکشمیر کے عوام اپنا حقِ خود ارادیت چاہتے ہیں جس کا وعدہ عالمی برادری نے کر رکھا ہے- کشمیر اور فلسطین عالمی اداروں کی ناکامی کو ظاہر کرتے ہیں جو انسانی حقوق کی فراہمی میں ناکام ہوئے ہیں- مجھے فلسطین کی موجودہ صورتحال پر جرأتمندانہ مؤقف اختیار کرنے پر حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے- اقوام متحدہ بین الاقوامی آرڈر کو نافذ کرنے میں ناکام رہا ہے- ہمیں بین الاقوامی اسٹریٹیجک معاملات کو سمجھنا ہوگا- سیاسی اسٹریٹیجک معاملات میں صیہونیوں کا اثرورسوخ ہے- اگر دنیا میں ناانصافی ہے تو، دنیا کی سب سے طاقتور ریاست ذمہ دار ہے لیکن ان کا مستقل نمائندہ سلامتی کونسل میں اسرائیلی سفیر سے خوف کھاتا ہے کیونکہ اس کی ملازمت بھی داؤ پر لگی ہوئی ہے- اس کے باوجود المیہ یہ ہے کہ طاقتور ممالک اپنے آپ کو انسانی حقوق کا نگران کہتے ہیں لیکن وہ اسرائیل کے لئے غیر معمولی پن کے خواہاں ہیں-

اختتامی کلمات

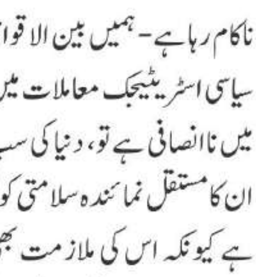

جناب شہریار آفریدی:
چیئرمین کشمیر کمیٹی

فلسطینی صدر نے موجودہ حالات میں پاکستان کے کردار کو سراہا- مقبوضہ کشمیر اور فلسطین میں بڑی تعداد میں لوگوں کو قتل کیا جارہا ہے مگر وہاں کی عوام مصمم ارادے کے ساتھ جبر کے خلاف کھڑی ہے بھارتی قابض حکومت مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی ماڈل پر عمل پیرا ہے- عالمی برادری کو اس کا نوٹس لینا چاہئے- کشمیر کی لوکل آبادی وہاں سے بے دخل کر کے ہندوؤں کی زبردستی آبادکاری کی جارہی ہے تاکہ فلسطین کی طرح کشمیر کی سرزمین پر غیر قانونی آبادکاری کی جاسکے جو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے خلاف ہے- انہوں نے مزید کہا کہ مودی حکومت انسانی حقوق کیلئے اٹھنے والی آوازوں کو زبردستی خاموش کروا رہی ہے- بہت سے مسلمان ملازمین کو ملازمت سے برخاست کیا جارہا ہے- گوکہ تمام عالمی ادارے انسانیت کے علمبردار ہیں لیکن دیرینہ انسانی مسائل پہ عالمی طاقتیں اپنے مفادات کے باعث اکٹھی نہیں ہوسکتیں- مسلم ممالک کو فرقہ وارانہ تفریق سے آزاد ہو کر مسئلہ فلسطین اور کشمیر کیلئے متحد ہونا پڑے گا- ہم نے ماہرین پہ مشتمل آٹھ کمیٹیاں تشکیل دی ہیں جو مختلف مسائل پہ ہر دو ہفتے بعد اپنی سفارشات پیش کریں گی- سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز جہاں مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کے معاملے جانبداری کا مظاہرہ کیا گیا ہم نے ان فورمز پہ بھی ملکی سطح پہ اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے-

وقفہ سوال وجواب

وقفہ سوال وجواب میں مقررین کی طرف سے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

مقبوضہ کشمیر پہ منظور ہونے والی قراردادیں آرٹیکل 6 کے تحت ہیں جبکہ یہاں امن عامہ کی ابتر صورتحال اور خطے کے سلامتی کو خطرہ کے باعث ان کو آرٹیکل 7 کے تحت ہونا چاہیے تھا- آرٹیکل 6 کے تحت ہونے کے باعث یہ قرادادیں صرف سفارشات کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کو نافذ کرانے کے لیے طاقت کا استعمال نہیں کیا جاسکتا- فلسطین اور پاکستان دونوں ان قراردادوں کے نفاذ کے منتظر ہیں لیکن ایسٹ تیمور کی طرح یہاں ان کا نفاذ عمل میں نہیں لایا جارہا- لہذا ہمیں اپنی تمام تر سفارتی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہیے- جنیوا کنونشن کے تحت ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم انٹر نیشنل کریمینل کورٹ میں جائیں اور اس نسل کشی کے مقدمہ کو پوری تیاری کے ساتھ پیش کریں- حال ہی میں انٹر نیشنل کریمینل کورٹ کے پراسیکیوٹر نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ 2014 سے لے کر اب اسرائیلی جارحیت اور انسانیت کے خلاف جرائم کی تحقیقات کریں گے- مسئلہ فلسطین پہ ہمیں عملی اقدامات کی ضرورت ہے- فلسطین کیلیے ایک انسانی راہداری بنانے کی ضرورت ہے جسے انسانی حقوق کی تنظیمیں اور دیگر ادارے بھی امداد مہیا کریں- OICاور عرب لیگ پہ محض تقاریروں سے کچھ نہیں بنے گا ہمیں ہر صورت مسلم ممالک کو اکھٹا کرنا ہوگا تاکہ ان دونوں مسائل پہ پوری طرح فعال ہو کر اور اپنی قوت کو مجتمع کر کے کام کیا جائے-

☆☆☆

مسئلہ فلسطین

تاریخ، حقائق اور مستقبل

صاحبزادہ سلطان احمد علی
(دیوان ریاستِ جوناگڑھ)
(ٹرانسکرپشن: واصف علی سلطانی)

آج جب مَیں غزہ کی صورت حال اور وہاں پہ ڈھائے جانے والے مظالم کی دل فگار ویڈیوز اور تصاویر جو منظرِ عام پر آ رہی ہیں، دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ انسان کو بے بسی اور معذوری کے ایسے جہان میں لے جاتی ہیں جو امّت مُسلمہ نے گزشتہ 1400 برس کی تاریخ میں نہیں دیکھا- اس کے علاوہ جو دنیا کے دہرے معیارات سامنے آئے ہیں، شاید کرۂ ارض نے انسانی تہذیب کی تاریخ میں اتنی بڑی منافقت، اتنے بُرے دوہرے معیارات اور اتنی بڑی جانبداری نہیں دیکھی جس میں لوگ مقتول کو ظالم کہتے ہیں- جن کے گھر گرائے جا رہے ہیں، جن کے گھروں پہ کارپٹ بمبارمنٹ کی جا رہی ہے، جن کی سویلین آبادی، ہسپتالوں، بچوں اور بے گناہ خواتین کو نشانہ بنایا جا رہا ہے؛ لوگ ان مظلوموں کو دنیا کے سامنے ظالم بنا کے پیش کر رہے ہیں- یہ دنیا کی وہ منافقت ہے جو انسان نے اپنے پورے تہذیبی سفر میں نہیں دیکھی اور اس سارے بحران (Crisis) کی بنیاد کو سمجھنے کے لیے ایک مرتبہ عالمِ اسلام کی گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی کی تاریخ میں جھانکنا پڑتا ہے- جس وقت صیہونی تحریک (Zionist Movement) چلی-

صیہونی تحریک کیا تھی؟ اس تحریک کے عزائم کیا تھے اور اس تحریک نے کس طریقے سے دنیا کی سب بڑی اکنامک پاورز کو اپنے صہیونی مقاصد کے سامنے ڈھیر کیا-

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 1946ء میں ایسوسی ایٹڈ پریس آف یونائیٹڈ سٹیٹ کو دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

”میں بڑا حیران ہوں کہ امریکہ جیسی طاقت صیہونیوں کے آگے بے بس ہے- جب ان کا جی چاہتا ہے وہ امریکہ جیسی طاقت کو ناک سے کھینچ کر جدھر مرضی لے جاتے ہیں“-

قائداعظمؒ کے 1937ء سے 1948ء (یعنی اپنے وصال) تک کئی خطوط اور بیانات ہیں جس میں آپ فلسطین کی تحریک پر بات کرتے رہے-

قائداعظمؒ نے مسئلہ فلسطین پر برطانوی وزرائے اعظم چیمبرلین، کلیمنٹ ایٹلی اور وِنسٹن چرچل کو لکھا اور تنبیہ کرتے رہے کہ برطانوی گورنمنٹ عربوں کے ساتھ اور عالمِ اسلام کے ساتھ بے وفائی کر رہی ہے جس کیلئے برطانیہ کے کردار کو کبھی اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا جائے گا اور دنیائے اسلام کبھی بھی یہ بے وفائی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ہماری زمین پر جبراً ایک غیر قوم آباد کی جو نہ یہاں کی باسی ہے اور نہ یہاں کی رہائشی ہے- اس پر قائداعظمؒ کے باقاعدہ آن ریکارڈ برقی مراسلے، خطوط اور بیانات ہیں-

آج دنیا ان چیزوں سے غافل نہیں ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنی دولت اور طاقت کے ذریعے باقی دنیا کو سرنگوں

کیا ہوا ہے-مثال کے طور پہ اس وقت ٹویٹر پر ہزاروں اکاؤنٹس بند کیے جارہے ہیں، انسٹاگرام، فیس بک، یوٹیوب اور باقی سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ کے چینلز صرف اس لیے بند کر دیے جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے سامنے حقائق لے آتے ہیں کہ غزہ میں کیا ہو رہا ہے، محض اس بات پر جو نہ صرف اسرائیل بلکہ پورے مغرب کی ظالمانہ پالیسی ہے اور جس کی حمایت میں خاص طور پر برطانیہ امریکہ سر فہرست ہیں، تو کیا یہ آزادی اظہارِ رائے پہ حملہ نہیں ہے؟ کیا لوگوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی بات کا کھل کر اظہار کر سکیں اور اپنی بات کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں-

خاص طور پہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت عالمِ اسلام کے اندر جو صیہونی انتشار کروا رہے ہیں غزہ اور فلسطین میں اسی انتشار سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے-اگر دنیائے اسلام میں یہ انتشار نہ ہوتا یا جس طرح اُمتِ مسلمہ میں خونریزی اور فسادات بپا ہیں اگر یہ نہ ہوتے، اگر مسلمانوں نے اپنی ریاستوں اور افواج کو مضبوط کیا ہوتا اور ان تقاضوں کو پورا کیا ہوتا جو جدید دنیا کے تقاضے ہیں تو آج ان کی یہ جرأت نہ ہوتی جو کچھ وہ غزہ میں کر رہے ہیں-وہ اسرائیل جو کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، اگر سارے مسلمان مل کر پھونک ماریں تو وہ اڑ جائے لیکن آج پوری دنیائے اسلام اپنے داخلی مسائل کی وجہ سے ان کے سامنے بے بس ہے-

ہمارے داخلی انتشار کے ساتھ ساتھ کچھ مسائل نظریاتی سطح کے ہیں جن کا استعماری طاقتیں ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں-مثال کے طور پہ جب ہم تاریخ میں جھانکتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اگر مسلمان مغربی تصور قومیت کے جھانسے میں نہ آتے جن کو ہم اپنے پڑھے لکھے کہتے تھے کہ جی یہ کیمبرج، پیرس، نیو یارک، ڈی سی اور فلاں فلاں کے گریجوایٹ ہیں، اگر ان گریجوایٹس نے اپنی تہذیب و تمدن اور اپنی قومیت کے تصور کو پڑھا ہوتا اور اغیار کے تصور قومیت کو من و عن قبول نہ کیا ہوتا تو آج فلسطین نہ جل رہا ہوتا-

سب سے پہلا کام جو فلسطین کا کیا گیا وہ مسئلہ فلسطین کو ’’ڈی اسلامائز‘‘ کرنا تھا جس پر عربوں کے اپنے دوہرے معیارات بھی نہیں بھلائے جاسکتے کہ جب انہیں تعاون درکار ہوتا تو وہ عالمِ اسلام کی بات کرتے، لیکن اصل میں عرب نیشنلزم اور عرب قومیت پرستی کو فروغ دیا گیا-عربوں نے اس دوراندیشی کو دیکھے بغیر کہ آج سے ایک سو سال بعد عرب نیشنلزم کے یہ اثرات نکلیں گے کہ وہ اپنی ہی زمینوں پہ اپنا حق کھو بیٹھیں گے وگرنہ یہ پوری دنیائے اسلام ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ کی بنیاد پر ایک تھی-جس وقت ہم نے ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ کو ترک کر دیا، یہ ہمارا نظریاتی بحران تھا کہ ہم نے کلمے پر قومیت اور رنگ و نسل اور زبان و جغرافیہ کو ترجیح دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بطور اُمت ہماری ہیبت اور رعب و دبدبہ اغیار کے سینوں سے نکل گیا-کیونکہ جو نظریہ ان کا دیا ہوا ہے وہ اس کو زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اس نظریے کے ماننے والوں کو کس طریقے سے ٹیکل کرنا ہے-انہوں نے ہمیں اس پہ جس طریقے سے بھگتایا ہے اور ہم بھگتے جارہے ہیں آج بھی لوگ اس مسئلے پر بحث کرتے ہیں-

جہاں اس کے اکنامک اور سٹریٹیجک پہلو ہیں جس میں میڈیا وارفیئر شامل ہے، دفاع اور خارجہ پالیسز کے مسائل ہیں یا اس پر نیچرل ریسورسز اور اپنے ہیومن ریسورسز کو استعمال کرنے نہ کرنے کی جتنی مباحث ہیں، اس میں ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اس ساری بحث میں اکانومی، پاور پالٹکس اور خارجی تعلقات یا باقی قانونی مسائل اپنی جگہ ہیں لیکن نظریاتی مسئلہ اپنی جگہ پہ موجود ہے-

گزشتہ ڈیڑھ صدی میں اور بالخصوص انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز سے جو نظریات عربوں نے قبول کیے جس میں لارنس آف عریبیہ اور بہت سے نام گنوائے جاسکتے ہیں-اس دوران عربوں نے جو کچھ نظریاتی سطح پہ اسلام کی سیاست کے نظریاتی محاذ پر کیا جب

تک عرب اسے Undo نہیں کرتے عرب دنیا کبھی اپنے مسائل سے نہیں نکل سکتی۔

چونکہ مسئلہ فلسطین سے ہمارا تعلق وہاں پہ آباد ہمارے مسلمان بھائیوں کی وجہ سے ہے جو اپنے نسب اور زبان کے اعتبار سے عربی زبان بولتے ہیں۔ اگر ہم نے "عرب لیگ" اور "جی سی سی" سے زیادہ "او آئی سی" کو اہمیت دی ہوتی تو آج عربوں کا یہ قتل عام نہ ہوتا اور ہمارے پاس اس سے مختلف آپشنز موجود ہوتے۔

آج میں اپنی یوتھ جو چاہے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ساؤتھ افریقہ یا دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھی ہے سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ اپنی تاریخ کو اپنے آئینے سے پڑھیں۔ مسئلہ فلسطین پہ ایک بہت اچھی کتاب "The Question of Palestine" ہے جو ایک مستشرق Edward Said نے لکھی ہے جن کا دنیا میں بڑا اکیڈیمک ریکارڈ ہے۔ ان کی دو اور کتابیں بھی پڑھنے لائق ہیں ایک "Culture and Imperialism" اور دوسری "Orientalism"۔ آپ کو یہ کتابیں پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں پاک و ہند میں حکومت کرنے والے عربوں، ترکوں اور پٹھانوں کی جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے اور خاص طور پہ جو لوگ انگریزی کتابیں پڑھ کر تاریخ سیکھتے ہیں وہ سلطنتیں قائم کرنے والے عربوں، ترکوں اور پٹھانوں کو کہتے ہیں کہ یہ ڈاکو تھے جو یہاں لوٹ مار کرنے آتے تھے۔

مغربیوں کی تاریخ کیا ہے؟ ہندوستانی دانشور اور سیاستدان ششی تھرور سے میرا نظریاتی اختلاف ہے لیکن جو کچھ اس نے اپنی کتاب "An Era of Darkness" میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں سب سے بڑا ڈکیت برطانیہ تھا جس سے بڑی ڈکیتی ہندوستان میں کسی نے نہیں کی۔ پاک و ہند یا بنگال میں ترک، عرب اور پٹھان ضرور آئے لیکن ان کے زمانوں میں یہاں کی دولت یہاں پہ ہی خرچ ہوئی جس سے یہاں فتح پور سیکری، دہلی، ملتان، لاہور، ٹھٹھہ، جہلم، آگرہ اور اس جیسے سینکڑوں شاہکار بنے۔ یہاں سے کوئی پٹھان، ترک یا عرب دولت اٹھا کر نہ افغانستان، نہ عرب اور نہ سنٹرل ایشیاء لے گیا بلکہ یہاں کی دولت یہیں پہ صَرف ہوئی۔ اگر کوئی یہاں کی دولت چرا کر یا چھین کر لے گیا تو وہ مغرب تھا جو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ جہاں جہاں مغربی کالونیز رہی ہیں سارا کچھ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ مثال کے طور پہ آج تک کانگو کی دولت کانگو میں نہیں لگتی بلکہ کانگو کے جواہرات یورپ کی منڈیوں میں جا کے بکتے ہیں۔

میری اپنے یوتھ فیلوز سے یہ گزارش ہے کہ آپ اپنی تاریخ کو اپنے نقطہ نظر سے پڑھیں نہ کہ آپ کے آباؤ واجداد کو گالیاں دیکر مغربی استعماریوں کی چوریاں چھپانے والے نام نہاد مستشرقین کی نظر سے۔ ہمارے ساتھ یہی Ttragedy نظریاتی محاذ پر بھی ہوتی ہے اور ہمیں یہی کہا جاتا ہے کہ آپ کا جغرافیہ، رنگ و نسل اور زبان آپکی قومیت طے کرتی ہے۔

یاد رکھیں! مسلمانوں کے لیے نہ جغرافیہ، نہ رنگ و نسل اور نہ زبان قومیت طے کرتی ہے بلکہ مسلمانوں کی قومیت کلمہ طیّب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" سے طے ہوتی ہے۔

مسئلہ فلسطین کی بنیاد برطانوی قبضہ ہے جب الائیڈ فورسز نے آکر عرب پہ قبضہ کیا، مینڈیٹ مقرر ہوا اور فلسطین برطانوی حصہ میں ڈالا گیا اور جس طرح سارے یورپین نے

ملکر یہاں پہ چڑھائی کی اور خلافتِ عثمانیہ کی قبا کو اسی وجہ سے چاک کیا گیا- یہ در اصل نظریاتی بحران کا فائدہ اٹھایا گیا اور عرب نیشنلزم کو فروغ دیا گیا- علامہ اقبالؒ نے عرب نیشنلزم پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

آنچه با تو خویش کردی کس نکرد
روح پاکِ مصطفیؐ آمد بدرد

یعنی عرب نیشنلزم کا نعرہ لگا کر تم نے خود کے ساتھ جو کیا ہے اس سے تم نے روحِ مصطفیٰ (ﷺ) کو تکلیف دی ہے-

عرب کو عرب بنایا کس نے؟

کرے یہ کافرِ ہندی بھی جُرأتِ گُفتار
اگر نہ ہو اُمَرائے عرب کی بے ادبی!
یہ نکتہ پہلے سِکھایا گیا کس اُمّت کو؟
وصال مُصطفوی، افتراق بُولہبی!
نہیں وجود حدود و ثُغُور سے اس کا
محمدِؐ عَرَبی سے ہے عالمِ عَرَبی!

عرب تو آقا کریم (ﷺ) سے ہے، یعنی عربوں کو دنیا میں جو عزت ملی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والوں اور بدوؤں کو جو عزت و رونق ملی وہ تو اسلام اور تہذیب اسلام سے ملی، یہ بنیادی بات ہے-

اس وقت دنیا کی مسئلہ فلسطین پر خاموشی اور دوہرے معیارات کو دنیا کے سامنے ضرور بے نقاب کرنا چاہیے اور اس وقت دنیائے اسلام کو اپنے ان مسائل پر غیر جذباتی انداز میں لیکن بہت دوراندیشی کے ساتھ سوچنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے- فلسطین میں جو جاری اسرائیلی جارحیت ہے اس کیلئے دنیائے اسلام کو ایک مشترکہ مطالبہ اسرائیل سے Arms Embargo کا کرنا چاہیے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک اسرائیل کے ساتھ اسلحے اور ہتھیاروں کی تجارت نہ کرے، نہ ہی اسرائیل سے کچھ خریدے اور نہ ہی اسے فروخت کرے- اس کے ساتھ ساتھ کسی بھی ملک پہ جارحیت کرنے کی وجہ سے جو معاشی پابندیاں لگائی جاتی ہیں وہ اسرائیل پر لگائی جانی چاہیے- مزید اس پہ ایک زور دار اسلامک سمٹ ہونا چاہیے جس میں پاکستان، ترکی، ایران، سعودی عرب، ملائشیا اور جتنے بھی طاقتور مسلمان ممالک ہیں انہیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے- اگر مسلمان ریاستیں اس کا کوئی دفاعی حل ڈھونڈتی ہیں تو امتِ مسلمہ کو بیک آواز لبیک کہنا چاہئے-

داخلی عدمِ استحکام نہ ہو تو دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کا دفاع بہتر طور کیا جا سکتا ہے- اس لئے مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور افواج کو اپنے داخلی انتشار پہ قابو ڈالنا چاہئے، فرقہ وارانہ پروکسیز کی شدید ترین حوصلہ شکنی کرنی چاہئے، تشدد پسند لسانی، علاقائی، فرقہ وارانہ گروہوں سے عوام کو دور رہنا چاہئے- اپنی ریاستوں کے خلاف انتشاری و فسادی قوت کے طور پہ لڑنے والے گروہوں کو بے نقاب کرنا چاہئے- داخلی عدمِ استحکام امت کو اجتماعی طور پہ کمزور کرتا ہے، جس سے نجات ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہئے-

ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور بھی یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے، ہماری بے بسی زائل فرمائے، ہماری مدد و نصرت فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو وہ فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو رسول پاک (ﷺ)، امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم اور امینِ امت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہما) کی اس میراث کو محفوظ کر سکیں، اور وہ امانت جس پہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، سلطان عبد الحمید ثانیؒ اور ان جیسے لوگوں نے پہرا دیا اس امانت کو محفوظ بنانے میں کامیاب ہو سکیں اور القدس (قبلہ اوّل) کو محفوظ بنانے میں کامیاب ہو سکیں- آمین!

☆☆☆

پاک بھارت تعلقات

تاریخی تناظر اور مستقبل

محمد محبوب

ابتدائیہ:

تقسیم ہند سے آج تک پاکستان اور بھارت کے درمیان عسکری اور سفارتی محاذ ہمیشہ گرم رہا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ ہندوتوا کے حامی ہندوؤں نے پاکستان کے وجود کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ وہ پاکستان کے مطالبے کو ناجائز اور ناقابلِ عمل سمجھتے تھے-لیکن قائد اعظم محمد علی جناح کی اعلیٰ قیادت میں مسلمانانِ ہند کے عزم اور استقلال نے ایک نئی ریاست کے قیام پر کبھی کمپرومائز نہیں کیا-اسی لئے تقسیم ہند کے وقت انگریز کی بد نیتی اور ہندوؤں کی سازشوں سے ہندوستان کی تقسیم غیر منصفانہ طریقے سے کی گئی-وہ مسلم اکثریتی علاقے اور شاہی ریاستیں جنہوں نے پاکستان میں شامل ہونا تھا بھارت نے بازورِ بازو ان پر قبضہ کر لیا جن میں نمایاں پنجاب کے مسلم اکثریتی علاقے، جوناگڑھ اور جموں و کشمیر شامل ہیں-ریاست جوناگڑھ نے باقاعدہ 15 ستمبر 1947ء کو آزادی ہند ایکٹ 1947ء کے تحت پاکستان سے قانونی الحاق کیا تھا جبکہ کشمیر کی اکثریتی مسلم آبادی مہاراجہ سے پاکستان کے ساتھ الحاق کا مطالبہ کر رہی تھی لیکن بھارت نے دھونس، دھاندلی اور غیر قانونی طریقے سے ان مسلم اکثریتی علاقوں اور شاہی ریاستوں پر قبضہ کر لیا-[1]

پاک-بھارت تنازعات: ایک نظر:

بھارت نے ہمیشہ سے پاکستان کے خلاف عسکری، سفارتی، سیاسی و ثقافتی پروپیگنڈہ کو ہوا دی ہے حتیٰ کہ 1971ء میں پاکستان کو دولخت کرنے کے پیچھے بھارت ہی کا ہاتھ تھا جس کا اعتراف بھارتی ہندوتوا نظریات کے حامل اور انتہا پسند وزیر اعظم نریندر مودی کئی بار بنگلہ دیش میں کھڑے ہو کر کر چکے ہیں-[2]

بھارت ہمیشہ افغانستان کی سرزمین کو پاکستان کے خلاف دہشتگردی کی کاروائیوں کے لئے استعمال کرتا آرہا ہے-[3]

Financial Action Task Force (FATF) میں پاکستان کو بلیک لسٹ کروانے کیلئے بھرپور سفارتی مہم بھارت کے پاکستان مخالف اقدامات میں شامل ہے-

سی-پیک (چائنہ پاکستان اکنامک کوریڈور) جو کہ پاکستان کی اقتصادی خوشحالی کے لئے گیم چینجر کی حیثیت رکھتا ہے کو ناکام بنانے کے لئے بھارتی خفیہ ایجنسی را(RAW) نے وزیر اعظم کے زیر سایہ ایک اسپیشل ڈیسک قائم کر رکھا ہے-[4] جو مسلسل پاکستان خصوصاً بلوچستان میں دہشتگردانہ کاروائیوں

---

[1] https://www.muslim-institute.org/PublicationDetail?publication=148/Report-of-Seminar-on-Indian-Occupation-on-Junagadh:-Policy-Options-for-Pakistan

[2] Modi had admitted that India played a part in the break-up of Pakistan in 1971 war in several occasions https://youtu.be/kCpJkQBVX30

[3] https://nation.com.pk/15-Nov-2020/fm-qureshi-says-india-wants-to-sabotage-cpec https://www.dawn.com/news/1590333

[4] ibid

میں ملوث ہے جس کی واضح مثال بھارتی نیوی کے حاضر سروس آفیسر کلبھوشن یادیو کی گرفتاری ہے۔

بھارت میں انتخابات کے دوران کھل کر پاکستان اور مسلم مخالف جذبات کو پروان چڑھایا جاتا ہے اور وہی جماعت کامیاب ہوتی ہے جو پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف شدت پسندانہ نظریات کی وکیل ہو۔ حالیہ 2019ء میں بھارت میں منعقدہ عام انتخابات میں پاکستان اور مسلم مخالف ہندوتوا نواز بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) کی بھاری اکثریت سے دوبارہ کامیابی اسی بات کا ثبوت ہے۔

بھارت کی جانب سے ہمیشہ 2003ء کے سیز فائر معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لائن آف کنٹرول (LoC) پر بلا اشتعال فائرنگ کی گئی ہے اور سویلین آبادی کو نشانہ بنایا جاتا ہے جس کے نتیجے میں سینکڑوں فوجی جوان اور بے گناہ شہری شہید ہو چکے ہیں۔ بھارتی افواج نے سال 2020ء میں سیز فائر معاہدے کی 3024 مرتبہ خلاف ورزی کی گئی ہے۔[5]

بھارتی فورسز نے سال 2020ء میں پاکستان کی شہری آبادی کو بھی بھاری ہتھیاروں اور مارٹر گولوں سے دانستہ نشانہ بنایا اور اسی سال کے دوران بھارتی گولہ باری سے 28 معصوم شہری شہید جبکہ 253 شدید زخمی ہوئے۔

بھارتی گولہ باری سے شہریوں کے املاک کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ بھارتی افواج نے ایل او سی پر اقوام متحدہ کے فوجی مبصر گروپ کی گاڑی کو بھی فائرنگ کا نشانہ بنایا۔[6]

حال ہی میں یورپ کے فیک نیوز کے متعلق آگاہی پیدا کرنے کے لئے قائم ادارہ ای یو ڈس انفولیب (EU Dis-info Lab) نے انڈین کرونیکلز کے نام سے ایک رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کے مطابق بھارت پچھلے پندرہ سالوں سے فیک نیوز اور جعلی معلومات پر مبنی نیوز نیٹ ورک چلا رہا تھا۔ بھارت سری واستوا گروپ کے ذریعے اپنا پاکستان مخالف پروپیگنڈا پوری دنیا میں پھیلا تا ہوا پکڑا گیا۔ اس کا مقصد عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کر کے سفارتی میدان میں تنہائی کا شکار کیا جا سکے۔[7]

بھارت تعلقات: موجودہ حکومت کے تناظر میں

پاکستان میں جب 2018ء کے عام انتخابات کے بعد نئی حکومت آئی تو وزیر اعظم عمران خان نے بھارت کو دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری لانے کے لئے پیشکش کی۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ:

"اگر بھارت امن کی طرف ایک قدم بڑھاتا ہے تو پاکستان دو قدم بڑھائے گا"۔[8]

لیکن بھارت کی جانب سے اس پیشکش کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا گیا اور 2019ء کے آغاز پر پاکستان آرمی نے کئی بھارتی جاسوس کواڈ کوپٹر کو لائن آف کنٹرول کے ساتھ مار گرایا۔

بھارت نے ریاست جموں و کشمیر میں ایک فالس فلیگ آپریشن کے ذریعے اپنے ہی 40 کے قریب فوجی مروا دیئے اور ماضی کی طرح بغیر کسی ثبوت کے پاکستان پر الزام تھونپ دیا (بھارتی صحافی ارنب گوسوامی کی لیک شدہ وٹس ایپ چیٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ حملہ باقاعدہ طور پر ایک منصوبہ بندی کے تحت ہوا تھا تاکہ عام انتخابات میں فائدہ اٹھایا جا سکے)۔[9]

---

[5]https://jang.com.pk/news/863174

[6]https://www.dawn.com/news/1596462

[7]https://www.disinfo.eu/publications/indian-chronicles-deep-dive-into-a-15-year-operation-targeting-the-eu-and-un-to-serve-indian-interests/

[8]https://www.aljazeera.com/amp/news/2018/7/26/imran-khans-speech-If you step forward one step, we will take two steps forward

[9]http://mofa.gov.pk/rejection-of-indian-prime-ministers-remarks-insinuating-pakistans-involvement-in-pulwama-attack/

بھارت کی جانب سے پلوامہ حملہ کا پاکستان پر الزام لگانے کے بعد پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے بھارت کو 'قابلِ عمل معلومات' فراہم کرنے کی صورت میں تحقیقات میں تعاون کی پیشکش کی۔ اس کے ساتھ ہی خبردار کیا کہ "اگر بھارت نے کسی قسم کی جارحیت کی تو پاکستان اس کا بھرپور جواب دے گا"۔[10]

2019ء کے دوران بھارت میں عام انتخابات منعقد ہونے تھے۔ ان انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بھارت حکمران جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) کی حکومت نے 26 فروری 2019ء کو پاکستان پر نام نہاد سرجیکل سٹرائیک کا دعویٰ کر دیا جس کا اگلے ہی روز 27 فروری کو پاکستان کی بہادر افواج اور فضائیہ نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی پر بھارتی فضائیہ کے دو جنگی طیارے مار گرائے اور ایک بھارتی پائلٹ ابھی نندن کو گرفتار کر لیا۔[11]

اگلے ہی دن 28 فروری کو امن کو فروغ دینے اور جذبہ خیر سگالی کے تحت پاکستانی وزیر اعظم عمران خان نے قومی اسمبلی میں اعلان کیا کہ پاکستان نے بھارتی پائلٹ کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔[12] پاکستانی قیادت کی جانب سے یہ قدم دونوں ممالک کے درمیان امن کو فروغ دینے کے لئے اٹھایا گیا لیکن بھارتی قیادت کی جانب سے تعلقات میں بہتری کے لیے کوئی مثبت اشارے سامنے نہیں آئے۔

پاکستانی قیادت کی جانب سے دونوں ممالک کے مابین امن کے فروغ اور خطے خصوصاً افغانستان میں امن و استحکام کے لئے کی جانے والی کاوشوں کو پوری دنیا نے سراہا ہے۔[13]

بھارتی حکومت نے ان کاوشوں کا جواب 5 اگست 2019ء کو مقبوضہ جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت (بھارتی آئین میں مقبوضہ جموں و کشمیر کو آرٹیکل 370 کے خصوصی حیثیت کا درجہ حاصل تھا) کو بین الاقوامی قوانین اور دوطرفہ معاہدوں کو پس پشت ڈال کر یکطرفہ اقدامات سے ختم کر دیا۔

ان اقدامات کی بدولت مقبوضہ جموں و کشمیر میں عوامی رد عمل (جو کہ یقینی تھا) کو زائل اور دبانے کے لئے مقبوضہ وادی میں قابض فوج کی تعداد میں نمایاں اضافہ کر دیا اور مقبوضہ وادی میں کرفیو کا نفاذ کر کے مکمل طور پر لاک ڈاؤن کر دیا جو کہ ہنوز جاری ہے۔ پاکستان نے 5 اگست ہی کو بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے فیصلے کو فوری طور پر مسترد کر دیا۔ پاکستانی حکومت کی درخواست پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مقبوضہ جموں وکشمیر کی صورتحال پر ایک خصوصی اجلاس بھی منعقد ہوا۔

بھارت نے ان تمام غیر قانونی اقدام سے مقبوضہ ریاست کو عالمی قوانین کے خلاف دو تقسیم کر کے براہ راست وفاق کے زیر انتظام کر دیا۔

آرٹیکل 370 اور 35 اے کے خاتمے کے بعد ریاست میں ڈیموگرافک تبدیلیاں کرنے کیلئے لاکھوں کی تعداد میں

Latest revelations further expose India and vindicate Pakistan
http://mofa.gov.pk/latest-revelations-further-expose-india-and-vindicate-pakistan/
[10]https://www.aljazeera.com/amp/news/2019/2/21/pakistans-imran-khan-approves-military-response-if-india-attacks
https://www.dawn.com/news/1464783
https://www.khaleejtimes.com/international/pakistan/Pakistan-will-retaliate-if-India-attacks-Imran-Khan
[11]https://www.dawn.com/news/1466347
[12]https://www.bbc.com/news/world-asia-47412884
[13]https://www.dawn.com/news/1498227
https://www.dawn.com/news/1498232
https://www.aljazeera.com/news/2019/8/5/india-revokes-disputed-kashmirs-special-status-with-rush-decree

غیر کشمیریوں کو کشمیری ڈومیسائل دے کر ان کی آبادکاری کی گئی۔[14]

بھارت کے ان یکطرفہ اقدامات کا پاکستانی قیادت نے بھرپور جواب دیا اور سخت اقدامات اٹھائے گئے جن میں خصوصاً سفارتی اور تجارتی تعلقات کو منقطع کر دیا گیا۔ پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے ہر فورم پر بھارتی وزیر اعظم نریندرا مودی کی فاشسٹ اور ہندوتوا نظریات پر مبنی پالیسیوں کو بے نقاب کیا۔

بھارت کی ان پالیسیوں کی وجہ سے نہ صرف خطے بلکہ عالمی امن کو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ بعد ازاں وزیر اعظم عمران خان نے ایک سخت بیان جاری کرتے ہوئے عالمی برادری کو خبردار کیا کہ اگر بھارت کی جانب سے کوئی 'جعلی آپریشن' کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکستان کے پاس منہ توڑ جواب دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہو گا۔

اسی طرح پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے بھارت کو خبردار کیا کہ پاکستان کی امن کی خواہش کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔

پاک۔ بھارت تعلقات: حالیہ مثبت پیش رفت

پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات میں بہتری کے لئے حالیہ پیشرفت اس وقت سامنے آئی جب رواں سال 2021ء کے آغاز پر دونوں ممالک کے ڈی جی ایم اوز نے اعلان کیا کہ 24-25 فروری کی درمیانی رات سے دونوں ممالک لائن آف کنٹرول پر فائرنگ بند کر دیں گے اور جنگ بندی سے متعلق گزشتہ معاہدوں پر عمل کریں گے۔[15]

اس سے پہلے بھارتی حکومت کی جانب سے وزیر اعظم عمران خان کے طیارے کو سری لنکا جانے کے لئے اپنی فضائی حدود استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔

اسلام آباد میں منعقدہ نیشنل سیکورٹی ڈائیلاگ کے موقع پر پاکستانی وزیر اعظم اور آرمی چیف کی جانب سے دیئے گئے بیانات کو بھی مثبت پیش رفت کے تناظر سے دیکھا گیا۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ خطے میں قیام امن کے لئے پاکستان اور بھارت کے درمیان مقبوضہ جموں و کشمیر سمیت حل طلب مسائل کے بامعنی مذاکرات کے ذریعے حل کی ذمہ داری اب بھارت پر عائد ہوتی ہے، ہمارے پڑوسی ملک کو خصوصاً مقبوضہ جموں و کشمیر میں سازگار ماحول بنانا ہو گا اور پاکستان سے تعلقات بحال کرنے کیلیے بھارت کو پہلا قدم اٹھانا ہو گا۔[16]

آبی مسائل کے حل کیلئے پاکستانی وفد نے مارچ کے مہینے میں بھارت کا دورہ کیا اور اس دورے کو دونوں ملکوں کے دوطرفہ تعلقات کی بحالی کی ابتداء کے طور پر بھی دیکھا جا رہا ہے۔[17]

اسی طرح 23 مارچ 2021ء پاکستان کے قومی دن کے موقع پر بھارتی صدر اور وزیر اعظم کی جانب سے پاکستانی صدر اور وزیر اعظم کو یوم پاکستان کے موقع پر خطوط ارسال کئے گئے۔[18]

ان تمام پیش رفت کے پیچھے اس بات کا دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ کسی تیسرے فریق ملک کی کاوشوں سے یہ اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔[19]

---

[14] https://www.dawn.com/news/1577106
https://www.aljazeera.com/news/2020/6/28/kashmir-muslims-fear-demographic-shift-as-thousands-get-residency
[15] https://www.dawn.com/news/1609468
[16] https://www.dawn.com/news/1613120
https://www.dawn.com/news/1613207
[17] https://www.dawn.com/news/1614554
[18] https://www.thehindu.com/news/international/pm-modi-sends-letter-to-imran-khan-greets-people-of-pak-on-pakistan-day/article34148835.ece
https://www.dawn.com/news/1614177
[19] https://www.aljazeera.com/news/2021/4/15/uae-is-mediating-between-india-and-pakistan-says-senior-diplomat

پاک-بھارت تعلقات کا مستقبل اور چند اہم تجاویز

(1) پاکستان اور بھارت کے درمیان Strategic لیول تعلقات پر بہتری کیلئے دونوں ممالک کے مابین تصفیہ طلب مسائل مثلاً اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق مقبوضہ جموں وکشمیر کا حل کئے بغیر ناممکن ہے-

(2) آزادی ہند ایکٹ 1947ء کے تحت جونا گڑھ کی ریاست پر بھی بھارت غیر قانونی طور پر قابض ہے جو کہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر شامل ہے-

(3) اس کے علاوہ سر کریک، سندھ طاس معاہدہ اور سیاچن کے مسائل بھی حل طلب ہیں- ان مسائل کو حل کئے بغیر صرف tactical لیول پر وقتی بہتری کے آثار تو پیدا کئے جاسکتے ہیں لیکن دورس نتائج کبھی بھی حاصل نہیں کئے جاسکتے-

(4) خفیہ سفارت کاری (بیک ڈور چینل) کے علاوہ سرکاری سطح پر بھی ماضی میں دو طرفہ مذاکرات شروع کئے جاچکے ہیں لیکن ان کے کوئی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آسکیں ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارتی ہٹ دھرمی ہے- بھارت مسلسل یہ راگ الاپتا رہا ہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر اس کا اٹوٹ انگ ہے لیکن بھارتی دعووں کے برعکس پوری دنیا جانتی ہے کہ 1947ء سے بھارت دھونس اور دھاندلی کے ذریعے بھارت مقبوضہ جموں وکشمیر پر ناجائز قبضہ کیے ہوئے ہے-

ان روابط اور بات چیت کو دونوں ممالک کے درمیان باہمی مذاکرات کے لیے ایک Way Forward کے طور دیکھا جارہا ہے-

(5) لیکن پاکستانی قیادت کے لئے لازم ہے کہ اگر بھارت، پاکستان سے تعلقات میں بہتری کا خواہاں ہے تو بھارت کے عزائم کو جانچنا بھی لازمی ہے کہ بھارت یہ اقدامات ماضی کی طرح وقتی طور پر اٹھارہا ہے یا وہ واقعی مسئلہ کشمیر کو کشمیریوں کی امنگوں اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے کے لئے سنجیدہ اور کوشاں ہے- اگر واقعی ہی بھارت سنجیدہ ہے تو ان مسائل کے حل کے لئے بھارت کو باضابطہ اور جامع مذاکرات کی میز پر آنا ہوگا-

(6) بھارت کو 5 اگست کے غیر قانونی اقدامات مثلاً مقبوضہ ریاست کی تقسیم، غیر قانونی آبادکاری، ریاست میں جاری کرفیو اور لاک ڈاؤن کا خاتمہ اور حریت رہنماؤں کی غیر قانونی گرفتاریوں کے اقدامات کو واپس لینا ہوگا- ریاست جموں وکشمیر میں حالات کو Normalize کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور کشمیریوں کو ان کی امنگوں کے مطابق ”خودارادیت کا حق“ دیاجانا چاہیے-

پاکستان، بانئ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمان کے مطابق ریاست پاکستان مقبوضہ جموں وکشمیر پر ایک اصولی مؤقف رکھتی ہے اور نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ کشمیریوں کی یہی خواہش ہے کہ انہیں اپنا ”حق خودارادیت“ دیاجائے- جب تک بھارت دھاندلی اور دھونس طریقے سے کشمیریوں کو اپنے حق سے محروم رکھے گا دونوں نیو کلیئر پاورز ممالک کے درمیان تعلقات کبھی بھی بہتری کی جانب گامزن نہیں ہو سکتے ہیں- جس سے نہ صرف علاقائی بلکہ عالمی امن واستحکام کو شدید خطرات لاحق رہیں گے-

(7) افغانستان میں پاک افغان سرحد کے ساتھ کھولے گئے درجن سے زائد بھارتی قونصل خانے بند کئے جائیں جو کہ بلوچستان اور دیگر علاقوں میں تخریب کاری کے سہولت کار دہشتگرد مراکز ہیں- اس امر پہ ناقابلِ تردید ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان میں صوبائی، لسانی اور فرقہ وارانہ شدت پسند گروہوں کو ان بھارتی قونصل خانوں سے آپریٹ کیا جاتا رہا ہے-

☆☆☆

https://www.bloomberg.com/news/articles/2021-03-22/secret-india-pakistan-peace-roadmap-brokered-by-top-uae-royals

پاکستان قدرت کا عظیم شاہکار

لئیق احمد

پاکستان بیسویں صدی کے درمیان میں معرضِ وجود میں آیا۔ یہ مدینہ طیبہ کے بعد دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو نظریاتی طور پر اسلام کے نام پر اور کلمے کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ پاکستان کا خواب اس امت کے نبض شناس حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال نے دیکھا اور اس خواب کی عملی تعبیر 27 رمضان المبارک بروز جمعہ قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں عطا ہوئی۔ تحریک پاکستان کی تاریخ اور پاکستان کے روحانی پہلوؤں پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اس تحریر کا مقصد پاکستان کے قدرتی حسن کے پوشیدہ پہلوؤں کو آشکار کرنا ہے جو قارئین کی توجہ اس جانب مبذول کروانے کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہو گی کہ یہ ملک کوئی عام ملک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔

گویا اس خطے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی انتہا کر دی۔ ہر طرح کا موسم، لہلہاتے کھیت، بڑے سمندری ساحل، دنیا کی بڑی پہاڑیاں، قیمتی پتھر، نگینے، برفانی تودے، جھیلیں، تانبے، کوئلے، سونے اور دیگر معدنیات کے ذخائر، تیل، گیس اور کئی طرح کے معدنی ذخائر، دریا، آب پاشی و نہری نظام، نایاب جنگلی حیات و نباتات اور بہترین ریگستانی اور میدانی علاقے، غرضیکہ جو قدرتی امیری اس خطے کے حصے میں آئی ہے، شاید ہی کسی خطے کو نصیب ہوئی ہو۔ لیکن یہ ہماری بد بختی ہے کہ قائد اعظم کے بعد ہمیں کوئی ایسا حکمران نہیں ملا جو اس ملک سے حقیقی طور پر مخلص ہو۔ ورنہ جس ملک پر خدا کی فیاضیوں کی اس قدر انتہا ہو وہ کبھی بھی اقوام عالم میں پیچھے نہیں رہ سکتا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے رقبے کے اعتبار سے دنیا کا 34واں بڑا ملک ہے اور اس کا رقبہ تقریباً آٹھ لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔[1] پاکستان کشمیر، سندھ، پنجاب، بلوچستان، خیبر پختون خواں، گلگت بلتستان اور بحیرہ عرب کی سمندری سرحدوں پر مشتمل ہے۔ یہ ملک خوبصورت لینڈ اسکیپ کا شاہکار ہے جو ماحولیاتی نظام سے آراستہ قدرت کا حسین تحفہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) ہر طرح کا موسم:

دنیا کے گنے چنے ایسے خطے ہیں جن کو اللہ کی یہ نعمت میسر ہے کہ وہاں پر ہر طرح کا موسم پایا جاتا ہے اور پاکستان ایسے ممالک میں سر فہرست ہے۔ جس کے خطے میں کم و بیش ہر طرح کا موسم ملتا ہے جو دنیا کے کسی بھی دوسرے ملک یا وسیع علاقے میں پایا جاتا ہے۔

مرطوب بحری ہوا سے لے کر خشک صحرائی ماحول تک، میدانی علاقوں سے لے کر پہاڑی مقامات تک، بارش سے لے کر برف باری تک، سنگلاخ چٹانوں سے لے کر عظیم الشان برفانی تودوں اور گلیشیر تک۔[2] غرض کہ وہ کونسا موسم، وہ کونسی آب و ہوا ہے جو اس ملک میں موجود نہیں۔ لیکن دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ایسے انواع و اقسام کے جغرافیائی حالات اور آب و ہوا کے لیے عام طور پر کسی ملک کا وسیع رقبہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن قدرت نے مختصر جغرافیائی حدود کے باوجود ہمیں تمام موسموں سے نوازا ہے جو پاکستان کے قدرتی حسن کی دلیل پر دلالت کرتا ہے۔

[1]https://www.worldometers.info/geography/largest-countries-in-the-world/
[2]https://sheir.org/edu/pakistan-seasons/

2) پہاڑی چوٹیاں:

پہاڑی چوٹیوں کے حوالے سے قدرت نے پاکستان کو نہایت ہی فیاضی سے نوازا ہے- اس لیے پاکستان کو کوہ پیماؤں کی جنت کہا جاتا ہے- یہاں دنیا کے تین پہاڑی سلسلے ہمالیہ، قراقرم اور ہندو کش ملتے ہیں- دنیا کی 800 میٹر بلند 14 چوٹیوں میں سے پانچ پاکستان میں پائی جاتی ہیں- جبکہ 6500 میٹر سے بلند چوٹیوں کی تعداد انگنت ہیں-[3]

3) سمندری رقبہ:

پاکستان کا کل بحری رقبہ 2,40,000 مربع کلو میٹر تھا لیکن 2015ء میں اقوام متحدہ نے کمیشن برائے بین الاقوامی سمندری حدود نے پاکستان کے سمندری حدود میں اضافے کی منظوری دی-[4] جس کے سبب پاکستان کے سمندری رقبے میں پچاس ہزار مربع کلو میٹر کا اضافہ ہوا اور بحری رقبہ 2,40,000 مربع کلو میٹر سے 2,90,000 مربع کلو میٹر ہو گیا- جو رقبے کے حساب سے صوبہ پنجاب کے بعد دوسرے نمبر پر بڑا علاقہ ہے- کہا جاتا ہے کہ سمندری حدود میں اضافے سے جہاں پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا ہے وہیں یہ سمندری علاقہ معدنی وسائل سے بھی مالا مال ہے- ماہرین کی رائے کے مطابق تیل اور گیس کے علاوہ دیگر معدنیات ملنے کی بھی توقع ہے جو ملک کی معیشت پر مثبت اثر ڈال سکتے ہیں-

پاکستان کا پورا سمندری علاقہ قدرتی وسائل سے بھرپور ہے- پاکستان کی موجودہ ماہی گیری اور سمندری خوراک کا کل تخمینہ تقریباً ڈیڑھ ارب امریکی ڈالر ہے-[5] علاوہ ازیں حیاتیاتی وسائل جیسے الجی (سمندری گھانس)، مینگروز اور متعدد اقسام کی مچھلیاں بھی پاکستان کے ساحلی علاقوں میں پائی جاتی ہیں- ساحلی علاقوں کی آبادی کے روزگار اور معیشت براہ راست ان وسائل سے جڑی ہوئی ہے- سمندری تہہ میں موجود وسائل جیسے لوہا، مینگنیز نوڈیوٹر اور کرسٹ، گیس اور گیس کے ھائیڈروئٹس شامل ہیں-

4) دریا:

دریائے سندھ دنیا کے طویل دریاؤں میں سے ایک ہے- 2900 کلو میٹر طویل اس دریا کے علاوہ راوی، چناب، جہلم اور ستلج بھی بڑے دریا ہیں- شمالی علاقے جات میں پائے جانے والے دریاؤں میں کنہار، برالڈو، شیوک، اوچھالی کے دریا وغیرہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے ملکی و غیر ملکی سیاحوں میں کافی مقبول ہیں-[6]

5) جھیلیں:

پاکستان اس لحاظ سے دنیا کا خوش قسمت ملک ہے- بڑی تعداد میں جھیلیں پائی جاتی ہیں- کراچی کے ساحل سے لے کر پنجاب کے میدانوں تک اور یہاں سے شمال کے بلند و بالا پہاڑوں تک بے شمار جھیلیں اپنی وسعت کی وجہ سے قابل دید ہیں- صرف 4 جھیلوں کا مختصر ذکر درج ذیل ہے-

I. کلری (کینجھر جھیل):

ٹھٹھہ شہر سے 22 کلو میٹر کے فاصلے پر وسیع و عریض جھیل کلری واقع ہے- یہ 22 کلو میٹر طویل اور 6 کلو میٹر چوڑی ہے- اس جھیل سے کراچی اور ٹھٹھہ کا پانی فراہم کیا جاتا ہے- یہ جھیل اپنی وسعت اور لہروں کی وجہ سے سمندر کا منظر پیش کرتی ہے-[7]

II. ھالیجی جھیل:

کراچی سے 82 کلو میٹر کے فاصلے پر نیشنل ہائی وے پر ھالیجی جھیل واقع ہے- یہاں بگلا، تیتر اور چکور کے علاوہ تقریباً 190 اور دیگر اقسام کے پرندے آتے ہیں-[8]

III. ہنہ جھیل:

کوئٹہ شہر سے 10 کلو میٹر کے فاصلے پر ہنہ جھیل 2 مربع کلو میٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے- اس کی خوبصورتی سبزی مائل پانیوں میں آس پاس کے بھورے پہاڑوں کے عکس میں

---

[3] https://www.taap.org.pk/index.php/about-pakistan/mountains-valleys-glaciers
[4] https://www.un.org/depts/los/clcs_new/submissions_files/submission_pak_29_2009.htm
[5] https://www.pakissan.com/english/allabout/fisheries/a.brief.on.fisheries.shtml
[6] https://beautyofpakistan.com/ten-top-rivers
[7] https://www.britannica.com/place/Lake-Kalri
[8] https://www.stdc.gos.pk/index.php/tours/all-locations/item/99-haleji-lake-thatta

پنہاں ہے۔ جھیل کے مرکز میں ایک چھوٹا سا جزیرہ بھی ہے۔ جہاں تک جانے کے لیے کشتیاں چلتی ہیں۔[9]

IV. منچھر جھیل:

سہون شریف حضرت لال شہباز قلندرؒ کے مزار کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے۔ یہاں کی ایک اور وجہ شہرت پاکستان کی سب سے بڑی جھیل منچھر ہے۔ منچھر جھیل میں پانی دریائے سندھ اور برسات کے موسم میں کیرتھ کی پہاڑیوں سے آتا ہے۔ جب جھیل مکمل بھری ہوتی ہے تو اس کا رقبہ 510 مربع کلو میٹر ہوتا ہے۔[10]

ان جھیلوں کے علاوہ سیف الملوک، شنگریلہ، کرومبر، شیذود، صدپارہ، شبومر، اوچھالی اور کھبیکی وغیرہ اپنے حسن میں لاثانی جھیلیں ہیں۔[11]

6) آب پاشی و نہری نظام:

پاکستان کی 28 فیصد جگہ آب پاشی کیلیے استعمال ہو رہی ہے اور دنیا میں پاکستان کا "irrigation system" سب سے بڑا ہے۔[12] جس میں کارٹن، گندم، چاول، گنے، آئل سیڈ، مکئی، روغن، جو، دالیں، بھٹا، پھل اور سبزیاں شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پنجاب کی ذرخیز زمین میں پاکستان کی اس آبادی جو لگ بھگ 23 کروڑ ہے۔ اگر اس کے دوگنا تقریباً 50 کروڑ بھی ہو جائے تو پال سکتی ہے۔ دریائے سندھ سے 1 کروڑ 6 لاکھ ایکڑ کی زمین آب پاشی کیلیے استعمال ہو سکتی ہے اور پاکستان کے نہری نظام کی لمبائی 50000 کلو میٹر سے بھی زیادہ ہے۔[13]

7) گلیشیرز:

پہاڑی علاقوں میں پائے جانے والے برف کے دبیز تہہ کو گلیشیرز کہتے ہیں۔ اسے برف کے دریا سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ گلیشیر پانی کا بہترین منبع ہوتی ہے۔ قطبین کے علاوہ دنیا کے کسی بھی مقام پر اتنے طویل گلیشیر نہیں پائے جاتے جو پاکستان کو قدرت نے عطا کئے۔[14] یہ گلیشیر تقریباً دس ہزار مربع کلو میٹر پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: بالتورو 68 کلو میٹر طویل، بیافو 61 کلو میٹر طویل، ہیتورو 58 کلو میٹر طویل

اور سیاچین 75 کلو میٹر طویل۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے گلیشیرز پائے جاتے ہیں۔

8) تیل اور گیس کے ذخائر:

پاکستان میں تیل اور گیس کے ذخائر بھاری مقدار میں موجود ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں گیس کا ذخیرہ 885 ارب کیوبک میٹر ہے۔ جبکہ پاکستان کے پاس خام تیل کشید کرنے کی کل صلاحیت 3 لاکھ یومیہ بیرل ہے[15] اور تقریباً 8 آئل رفائیزی پاکستان میں کل رہی ہیں۔ سوئی گیس پاکستان کی گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ سوئی پاکستان کی 26 بز گیس بناتا ہے۔ اور روزانہ کی گیس پروڈکشن 19 ملین کیوبک میٹر ہے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بلوچستان کے پہاڑوں اور سندھ کی ریت میں تیل اور گیس کا ایسا ذخیرہ موجود ہے جس کو آج تک کسی نے چھووا بھی نہیں۔ گیس کے ذخیرے میں پاکستان ایشیا میں چھٹے نمبر پر ہے اور شیل آئل کے ذخیرے کے لحاظ سے دنیا کے بہترین 10 ممالک میں شامل ہو گیا ہے۔[16]

---

9 https://balochistan.gov.pk/quetta-hanna-lake/

10 https://www.stdc.gos.pk/index.php/tours/all-locations/item/109-manchar-lake

11 https://www.zameen.com/blog/exploring-rivers-pakistan.html

12 https://www.sciencedirect.com/topics/earth-and-planetary-sciences/irrigation-system

13 https://www.slideshare.net/RaeesShah/link-canals-baraages-and-dams

14 https://www.washingtonpost.com/world/asia_pacific/pakistan-has-more-glaciers-than-almost-anywhere

15 https://www.eia.gov/international/analysis/country/PAK

16 https://www.southasiainvestor.com/2013/06/pakistan-ranks-among-top-10-countries.html

9) جنگلی حیات و نباتات:

یہ خطہ آب و ہوا میں قدرتی طور پر نشو نما پانے والے پیڑوں، پودوں اور فصلوں کے لیے نہایت مناسب ہے- پاکستان میں قدرتی نباتات کی اتنی بڑی تعداد پائی جاتی ہے کہ شاید اس کا درست طور پر اندراج کرنے کے لیے ایک پورا انسائیکلوپیڈیا بھی ناکافی ہے- شمالی علاقہ جات کے پہاڑوں اور ان کے دامن میں پائے جانے والے درخت فر، پائن چنار، جونیپر کے علاوہ نانگا پربت کے دامن اور دیوسائی میں بہت نایاب جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں- مارخور آئی بیکس، برفانی چیتا اور سطح مرتفع دیوسائی میں پائے جانے والے ہمالیاتی بھورے ریچھ شامل ہیں- ان کے علاوہ شارک، شیل فش اور دریائے سندھ میں پائے جانے والے نابینا ڈولفن بھی نایاب جنگلی حیاتیات میں شامل ہیں- ان نایاب نسل کے حیوانات کی بقا کے لیے ورلڈ وائلڈ لائف فیڈریشن نے کئی علاقوں کو نیشنل پارک قرار دیا ہے- جن میں ہنگول، کیرتھر، لال سونہرا، خنجراب، سنٹرل قراقرم اور دیوسائی نیشنل پارک قابل ذکر ہیں-[17]

10) تانبے اور سونے کے ذخائر:

ریکوڈِک(Reko Diq)ایک ریتیلی چوٹی ہے- جو دراصل ایک قدیم آتش فشاں پہاڑ تھا جو اب قدرتی خزانوں سے مالامال ایک پہاڑ ہے- اس میں شیل گیس کے ساتھ ساتھ سونے اور تانبے کے ذخائر بھی موجود ہیں- اس کا کچھ حصہ افغانستان کے علاقے میں بھی آتا ہے- ریکوڈک دنیا کی دوسری اور پاکستان کی پہلی بڑی سونے کی کان ہے- اس میں 5 کروڑ 40 لاکھ ٹن کا سونا موجود ہے-[18] جگہ کے لحاظ سے یہ 100 کلومیٹر تک وسیع ہے- اس لحاظ سے یہ سونا 2 کھرب امریکی ڈالر سے بھی زیادہ ہے- سونے اور تانبے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بلوچستان کی تحصیل سیندک میں واقع ہے- ایک اندازے کے مطابق سیندک کے پاس 412 ملین ٹن کا ذخیرہ ہے اور سرکاری اندازے کے مطابق یہ کان 15800 ٹن کا لسٹر کو پر سالانہ پروڈیوس کر سکتا ہے اور ساتھ میں ڈیڑھ ٹن کا سونا اور 2.8 ٹن کی چاندی پروڈیوس کر سکتا ہے-[19]

11) یورینیم کے ذخائر:

پاکستان میں ڈیرہ غازی خان کے مغربی علاقے میں سوالک پہاڑی یورینیم کے ذخائر سے مالامال ہے-[20]

2006ء کے مطابق پاکستان میں 45 ٹن کا یورینیم پروڈیوس ہوا- یورینیم وہ دھات ہے جو ایٹامک ہتھیار بنانے میں کام آتی ہے- دنیا میں یورینیم کی production کے لحاظ سے پاکستان کا نمبر 14 ہے- جبکہ پہلے نمبر پر قزغستان ہے-[21]

12) پاکستان کے ریگستان:

کرۂ ارض پر موجود بنجر زمین کو ریگستان کہا جاتا ہے- دنیا بھر میں سینکڑوں کی تعداد میں ریگستان موجود ہیں، جن میں سے کچھ بہت زیادہ گرم اور کچھ ٹھنڈے ہیں- پاکستان کے 5 ریگستانوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. صحرائے تھر:

صحرائے تھر پاکستان کے جنوب مشرقی اور بھارت کے شمال مغربی سرحد پر واقع ہے- اس صحرا کو ”عظیم ہندوستانی صحرا“ بھی کہا جاتا ہے-

اس کا رقبہ دو لاکھ مربع کلومیٹر یا 77 ہزار مربع میل ہے- اس کا شمار دنیا کے نویں بڑے گرم ترین صحرا میں کیا جاتا ہے-[22]

2. صحرائے چولستان:

یہ صحرا بہاولپور شہر اور پنجاب سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے- اس علاقے کو پنجاب کا اہم ترین صحرا جانا جاتا ہے اور مقامی طور پر یہ علاقہ ”روہی“ کے نام سے مشہور ہے- جنوب مشرق میں یہ صحرا راجھستان سے جا کر ملتا ہے، عام طور پر یہاں رہنے والے مقامی افراد کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے-[23]

---

[17]https://www.wwfpak.org/
[18]The mineral Industry of Pakistan (PDF). Minerals.usage.gov.2011
[19]https://www.youtube.com/watch?v=Ko6fOIf0moY
[20]https://fas.org/nuke/guide/pakistan/facility/dera.htm
[21]https://www.world-nuclear.org/information-library/facts-and-figures/uranium-production-figures.aspx
[22]https://www.britannica.com/place/Thar-Desert
[23]https://repository.arizona.edu/bitstream/handle/10150/640412/azu_rangelands_v18_n4_124_128_m.pdf?sequence=1

ہر سال اس صحرا میں پاکستان کی سب سے بڑی جیپ ریلی منعقد کی جاتی ہے جسے دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ خصوصی طور پر دیکھنے آتے ہیں۔

3. صحرائے تھل:

یہ کوہِ نمک کے جنوب میں دریائے سندھ اور دریائے جہلم کے درمیان میانوالی، بھکر، خوشاب، جھنگ اور مظفر گڑھ کے علاقوں پر واقع ہے۔خوشاب سے میانوالی کے جنوب کا سارا علاقہ تھل صحرا کا ہے۔دریائے سندھ سے نکالی جانے والی ایک نہر کے باعث یہاں کے لوگوں کو پانی کی قلت کا سامنا نہیں ہے، مقامی لوگوں کی محنت صحرا کو آہستہ آہستہ زرعی علاقے میں تبدیل کر رہی ہے جس سے اس علاقے کا قدرتی حسن ماند پڑتا جا رہا ہے۔[24]

4. صحرائے وادی سندھ:

صحرائے وادیِ سندھ پاکستان کے شمالی علاقے میں غیر آباد صحرا ہے۔ دریائے چناب اور دریائے سندھ کے درمیان اور پنجاب کے شمال مغربی علاقے پر 19500 مربع کلومیٹر کے رقبے پر محیط ہے۔عام طور پر یہ صحرا سردیوں میں بے حد ٹھنڈا اور گرمیوں میں ملک کے گرم ترین علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے موسم کی تبدیلیوں کے باعث یہ صحرا غیر آباد علاقہ ہے۔[25]

5. صحرائے خاران:

یہ صحرا صوبہ بلوچستان کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس صحرا کو عام طور پر ''مٹی کا صحرا'' کہا جاتا ہے۔ پاکستان نے 30 مئی 1998ء کو اپنا دوسرا جوہری تجربہ ''چاغی'' بھی اسی صحرا میں کیا تھا۔[26]

13) پاکستان کے قیمتی پتھر:

بین الاقوامی ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان میں قیمتی پتھروں کے اربوں ٹن کے قدرتی ذخائر موجود ہیں جن پر آج تک بھرپور توجہ نہیں دی گئی۔متعدد سروے اس بات کے گواہ ہیں کہ گلگت بلتستان اور بلوچستان میں دنیا کے بہترین قیمتی اور نیم قیمتی پتھروں کے وسیع ذخائر موجود ہیں لیکن یہ ذخائر آج بھی 200 سال پرانے طریقے سے بارود کے ذریعے دھماکہ کر کے نکالے جاتے ہیں۔اس طریقہ کار سے تقریباً 95 فیصد قیمتی ذخائر ضائع ہوتے ہیں اور صرف 5 فیصد پتھر ہی حاصل ہوتا ہے جو بغیر کسی ویلیو ایڈیشن کے 100 فیصد خام شکل میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔[27]

ان قیمتی پتھروں کے تاجروں کا کہنا ہے کہ وفاقی وزارت تجارت کے ادارے ٹریڈ ڈیویلپمنٹ اتھارٹی اور جیم اینڈ جیولری ڈیویلپمنٹ کمپنی کی جانب سے ملک میں پائے جانے والے قیمتی اور نیم قیمتی پتھروں کی صنعت پر توجہ دی جائے تو پاکستان کے تمام اندرونی اور بیرونی قرضے صرف ایک پتھر کی تجارت سے ختم کر کے ملک کو دنیا کی مضبوط معیشتوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

بلوچستان میں قیمتی اور نیم قیمتی پتھروں کے تاجروں کا کہنا ہے کہ صرف ضلع چاغی میں تقریباً 100 اقسام کے کیلسائٹ اسٹون، 20 اقسام کے معدنی پتھر، 50 نیم قیمتی اور 20 اقسام کے قیمتی پتھروں کے اربوں ٹن پر مشتمل ذخائر موجود ہیں، لیکن متعلقہ اداروں کی بے توجہی اور نمائشی سرگرمیوں کے باعث یہ ذخائر پہاڑ کی شکل میں کھڑے ملک اور قوم کی حالت پر افسوس کر رہے ہیں۔ ماہرین کے مطابق بلوچستان کے قیمتی اور نیم قیمتی پتھروں میں سے 95 فیصد پتھر

[24]https://fwf.punjab.gov.pk/thal_desert_rangelands
[25]http://stage.oneearth.org/ecoregions/indus-valley-desert/
[26]https://www.mtholyoke.edu/~mirza20s/classweb/wp-website/balochistan.html
[27]https://www.dw.com/ur/a-18148514

کان کنی کے فرسودہ طریقوں کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے جبکہ 5 فیصد پتھر بھی مقامی سطح پر کٹنگ اور پالشنگ کی جدید سہولیات کے فقدان اور تربیت یافتہ ہنر مندوں کی کمی کے باعث خام شکل میں ہی 3 سے 4 مڈل مینز کے ذریعے مقامی مارکیٹ میں فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔[28]

14) کوئلے کے ذخائر:

ملک میں موجود کوئلے کے ذخائر کے صرف 2 فیصد استعمال سے 40 سال تک 20 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ پاکستان میں کوئلے کے ذخائر کا اندازہ 850 کھرب کیوبک فٹ ہے جبکہ ایران اور سعودی عرب کے تیل کے ذخائر کا مجموعی تخمینہ 375 ارب بیرل ہے۔ یو این پی کے مطابق توانائی کے حوالے سے حسنات احمد نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں کہا کہ پاکستان میں کوئلے کے ذخائر کے صرف 2 فیصد کے استعمال سے 40 سال تک 20 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق کوئلہ توانائی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے اور ملک میں کالے سونے (کوئلے) کے وسیع ذخائر موجود ہیں جن میں سے صوبہ میں موجود ذخائر کا اندازہ 184.623 ارب ٹن ہے اور صوبہ بلوچستان جو معدنی وسائل سے مالا مال ہے وہاں پر مختلف مقام پر کالے سونے (کوئلے) کے موجود ذخائر کا اندازہ 0.217 ارب ٹن اور 15.42 ملین ٹن سے زائد ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخواہ میں 0.091 اور کشمیر میں 0.009 ارب ٹن ذخائر موجود ہیں اور صوبہ سندھ کے علاقے لاکھڑ میں بھی اربوں ٹن کوئلے کی موجودگی کی تصدیق کی گئی ہے۔[29]

15) متفرق:

یہ پاک سرزمین کو عطا ہونے والے انعامات کی ایک نہایت ہی مختصر سی فہرست اور اس کی ادنیٰ سی تفصیل ہے، وگرنہ اس پاک سرزمین کا گوشہ گوشہ اور ذرہ ذرہ انعامات کے شکر ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ پاکستان میں کھیلے جانے والے بین الاقوامی نوعیت کی کھیلیں، روایتی، علاقائی اور ثقافتی کھیل ایک الگ مضمون ہے۔ زمانہ قبل تاریخ سے لیکر تقسیمِ ہند سے پہلے تک کی عمارات اور فنِ تعمیر کی صورت میں پھیلا ہوا عظیم ثقافتی ورثہ کسی بھی طور دنیا کی کسی بھی قوم اور ملک سے کم نہیں ہے (سوائے کعبۃ اللہ، گنبدِ خضریٰ اور مسجدِ اقصیٰ کے)۔ علاقائی زبانیں اور ان کا ادبی و علمی سرمایہ ہو، دیگر فنونِ لطیفہ خاص کر موسیقی اور آلاتِ موسیقی ایک زندہ تہذیبی روایت کے ساتھ موجود ہیں۔ فضائی، بحری اور زمینی مواصلاتی وسائل (بندرگاہیں، ہوائی اڈے، موٹرویز، ریلوے ٹریک وغیرہم) کے امکانات اس قدر وسیع ہیں کہ ان کا صحیح شمار لگانا ہی مشکل ہے۔

ان سب کے علاوہ بھی زندگی کے ہر پہلو پہ ایک طویل فہرست موجود ہے۔

قصہ مختصر:

دنیاوی حسن کا اہتمام جہاں چند ایک مغربی ممالک کے ناموں پر کیا جاتا ہے وہیں اگر پاکستان کے قدرتی انواع کا عمیق جائزہ لیا جائے تو وہی زبانیں اَش اَش کرتی رہ جائیں گی مگر بدقسمتی سے جہاں ہم نے بطور شہری اپنے اس ملکِ خداداد کے خیال رکھنے میں کوتاہی برتی ہے وہیں ذمہ داران نے بھی اب تک صحیح طور سے اس کی نگہداشت کرنے اور اسے آشکار کرنے میں اپنا مکمل کردار ادا نہیں کیا۔ حالیہ حکومت کی کاوشیں بھی کافی قابلِ ستائش ہیں جو سیاحت کے شعبے میں کام کرکے پاکستان کی خوبصورتی کو نمایاں کرنے میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے لیکن اب بھی کافی کام باقی ہے جسے سرانجام دینے کی ضرورت ہے اور حکومتی سطح پر ان کی تعمیر و توسیع اور بہتر حکمت عملی سے ان سے استفادہ کرنا ہرگز گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس حسین نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

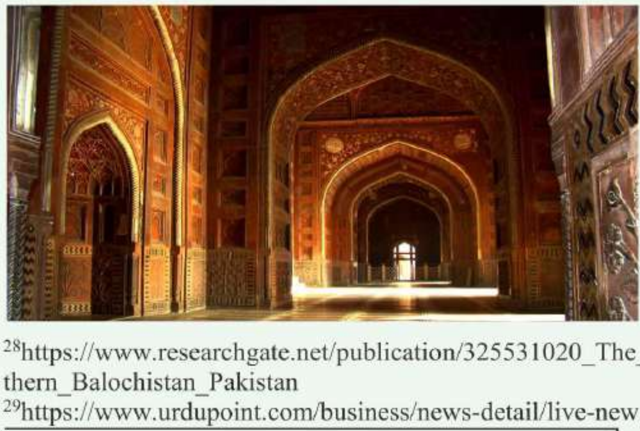

[28] https://www.researchgate.net/publication/325531020_The_Classification_and_Distribution_of_Gemstones_from_Northern_Balochistan_Pakistan

[29] https://www.urdupoint.com/business/news-detail/live-news-966265.html

اسلام کا پانچواں رکنِ عظیم حج

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

کچھ عبادات محض بدنی ہوتی ہیں، جیسے روزہ اور نماز، کچھ مالی جیسے زکوۃ لیکن اللہ رب العزت نے حج کو بدنی اور مالی دونوں عبادات کا مرکب بنایا ہے-حج کے لغوی معانی قصد و ارادہ کے ہیں [1] اور شرعی اصطلاح میں مخصوص زمانہ میں مخصوص افعال کی ادائیگی کے ساتھ مخصوص مقامات کی زیارت (کا ارادہ) کرنا ہے-[2]

حج کے مسائل پہ تفصیلاً گفتگو کرنے سے پہلے چند روایات بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے بارے میں لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

1:"جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ"[3]

"اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا"-

کعبہ کے لفظی معانی بلندی کے ہیں، کعبہ کو اس لیے کعبہ کہتے ہیں کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے ہاں بلند اور شرف والا ہے اور اس گھر کو باقی گھروں پہ فضیلت دی گئی ہے-

2:"وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ"[4]

"اور اس "البیت العتیق" کا طواف کریں"-

اس کا نام "عتیق" کیوں رکھا گیا؟

اس کی وجہ تسمیہ (نام رکھنے کی وجہ) بیان کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ:

"اس کو بیت عتیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے قدیم بیت ہے اور عتیق کا معنی قدیم ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک آسمان اور زمین سے پہلے اس بیت کو بنایا گیا- عتیق کا دوسرا معانی ہے آزاد-اور بعض روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس بیت کو طوفانِ نوح میں غرق ہونے سے آزاد رکھا اور طوفان کے وقت اس کو اوپر اٹھا لیا گیا-عتیق کا معانی قوی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بیت کو اتنا قوی بنایا ہے کہ جو شخص اس کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو خود تباہ کر دیا جاتا ہے اور جو شخص اس بیت کی زیارت کے قصد سے آئے اللہ عزوجل اس کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے"-[5]

3:"وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا"[6]

"اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے عرض کی اے میرے رب اِس شہر کو امان والا کر دے"-

اس آیت مبارک کی تفسیر میں امام طبری (رحمۃ اللہ علیہ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

"حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے ساتھ بیت اللہ کو

[1](سرخسی، محمد بن أحمد، المبسوط (بیروت: دار المعرفة)، کتاب المناسک، ج:4، ص:2)
[2](عبد الغني بن طالب الحنفی، اللباب في شرح الکتاب (بیروت، مکتبة العلمیه)، کتاب الحج، ج:1، ص:178)
[3](المائده:97)
[4](الحج:29)
[5](سعیدی، غلام رسول (رحمۃ اللہ علیہ)، سید، تبیان القرآن (لاہور: فرید بک سٹال، 1426ھ)، ج2، ص:265-266)
[6](ابراہیم:35)

زمین پر اتارا گیا- اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک بیت کو نیچے اتار رہا ہوں، اس کے گرد اس طرح طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے پھر اس کے گرد حضرت آدم (علیہ السلام) نے طواف کیا اور آپ (علیہ السلام) کے بعد مؤمنین نے طواف کیا- پھر جب طوفانِ نوح کے زمانہ میں اللہ عزوجل نے قومِ نوح کو غرق فرمایا تو اللہ عزوجل نے بیت اللہ کو اوپر اٹھالیا اور اس کو زمین کے عذاب سے محفوظ رکھا- پھر بیت اللہ آسمان میں معمور رہا، اس کے بعد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کعبہ کے آثار تلاش کر رہے تھے تو انہوں نے اس کو پہلے کی پرانی بنیادوں پر تعمیر کیا"-[7]

حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ:

"بیت اللہ زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے موجود تھا"-[8]

یہ دعاءِ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی شرفِ قبولیت کی دلیل ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو اغیار کے تسلط اور جنگ و جدال سے محفوظ فرمایا اور آج بھی حدودِ حرم میں شکار پہ پابندی ہے بلکہ اللہ عزوجل حرم کی سرزمین پہ اُگنے والے درختوں کو بھی کٹنے سے محفوظ فرماتا ہے-

حج کی فرضیت:

حج کس سال میں فرض ہوا؟

اس کے بارے میں اگرچہ علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض نے 5ھ، بعض نے 6ھ، لیکن راجح قول کے مطابق حج 9ھ میں فرض ہوا اور یہی علامہ ابن عابدین شامی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے-[9] آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے 10ھ میں واحد حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے- نیز اسی حج کے دوران میں اپنا مشہور خطبہ حجۃ الوداع بھی دیا اور اس میں دینِ اسلام کی جملہ اساسیات و قواعد اور اس کی تکمیل کا اعلان کیا- اس حج میں حج کے تمام مناسک کو درست طور پر ادا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا"[10]

"اپنے مناسک حج مجھ سے لے لو یعنی سیکھ لو شاید میں تم سے اس سال کے بعد ملاقات نہ کروں"-

(حضور نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان مبارک امر غیبی پہ دلالت کرتا ہے)

حج کی فرضیت درج ذیل فرامین مبارکہ سے ثابت ہے،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ"[11]

"اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو"-

دوسرے مقام پہ ارشاد فرمایا:

"وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ"[12]

"اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے"-

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ"[13]

بے شک اللہ عزوجل نے تحقیق تم پر حج فرض فرمایا ہے"-

[7](الطبری، محمد بن جریر(رحمۃ اللہ علیہ)، جامع البیان في تأویل القرآن (مؤسسۃ الرسالۃ، 1420ھ) ج:2، ص:45)

[8](حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 1411ھ) ج:2، ص:563، رقم الحدیث:3911)

[9](شامی، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ)، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت، دار الفکر، 1412ھ) کِتَابُ الْحَجِّ، ج:2، ص:455)

[10](البیہقی، أحمد بن الحسین بن علی، السنن الکبری، ایڈیشن دوم (البروت: دار الکتب العلمیہ، 1424ھ) کِتَابُ الْحَجِّ، ج:5: ص:204)

[11](البقرۃ:19)

[12](آلِ عمران:97)

[13](النسائی، أحمد بن شعیب بن علی (رحمۃ اللہ علیہ)، سنن النسائی، (حلب، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، 1406ھ)، باب وجوب الحج، ج:05، ص:110)

سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے مروی سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان مبارک ہے:

"مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا"[14]

"جو شخص سفر خرچ اور اسی سواری پہ قادر ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچادے اور وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی"۔

نیز دیگر احادیثِ مبارکہ میں بھی تاکیداً حج کرنے کا حکم آیا ہے اور حج نہ کرنے والے کے لیے وعید وارد ہوئی ہے، اس لیے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صاحب استطاعت شخص پر حج کرنا فرض ہے اور فقہاء کرام کے اقوال مبارکہ کی روشنی میں اس کا منکر کافر ہے۔

فضائل حج:

حج کے فضائل پہ محدثین نے مستقل ابواب قائم فرمائے ہیں، اختصار کی خاطر یہاں صرف چار روایات پہ اکتفاء کرتے ہیں:

1: وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ"[15]

"اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں"۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے کعبہ کی تعمیر مکمل فرمالی تو اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس سے حکم ملا "اے ابراہیم! "أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ" حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی: اے میرے رب! میری آواز کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: تم اعلان کرو، اس آواز کو پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ (علیہ السلام) "جَبَلِ أَبِي قُبَيْس" پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے پکارا: اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں اس گھر کے حج کا حکم ارشاد فرمایا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے بدلے جنت عطا فرمائے اور تمہیں دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔ پس تم حج کرو۔ پس جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے انہوں نے اس اعلان کو سن کر جواب دیا "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ!" پس جس نے بھی اس دن (حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعوت کا) جواب دیا۔ (جس نے جتنی بار لبیک کہا) اتنی بار وہ حج کرے گا، جس نے ایک مرتبہ جواب دیا تو وہ ایک مرتبہ حج کرے گا اور جس نے دو مرتبہ جواب دیا تو اسے دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوگی اور یہ تلبیہ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ) اس وقت سے جاری وساری ہے۔[16]

2: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"[17]

"جس شخص نے اللہ کیلئے حج کیا اور شہوت آمیز باتیں نہیں کیں اور نہ کوئی گناہ کیا، تو وہ حج سے ایسا واپس ہوگا جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے اسی دن پیدا ہوا ہے"۔

3: حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے"۔[18]

4: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

[14](الترمذی ،محمد بن عیسی، سنن الترمذی، (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي– (1395ه) (أَبْوَابُ الحَجِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ (صلى الله عليه وآله وسلم)(2951)ج3،ص:167)

[15](الحج:27)

16(القرطبي، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن۔(القاهرة:دار الكتب المصرية-1384ه)،زیر آیت:الحج:27،ج12۔ص:38)

[17](البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (بیروت۔لبنان۔1422ھ) كِتَابُ الحَجِّ، رقم الحدیث(1521)،ج2،ص:133)

[18](الترمذی ،محمد بن عیسی، سنن الترمذی، (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي– (1395ه) (أَبْوَابُ الحَجِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ (صلى الله عليه وآله وسلم)(2951)ج3،ص:166)

"رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی گئی (یارسول اللہ (ﷺ)! کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پہ ایمان لانا، عرض کی گئی: پھر اس کے بعد آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد- عرض کی گئی، پھر اس کے بعد (یارسول اللہ (ﷺ) کون سا عمل افضل ہے؟) آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: حج مبرور"۔[19]

(حج مبرور کے بارے ایک قول یہ ہے اس میں اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو ایک قول یہ ہے جو حج ریاکاری سے پاک ہو)

حج کے فرض ہونے کی شرائط:

علامہ احمد بن محمد بن احمد القدوری (رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرماتے ہیں:

"الْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْأَحْرَارِ الْمُسْلِمِيْنَ الْبَالِغِيْنَ الْعُقَلَاءِ الْأَصِحَّاءِ إِذَا قَدَرُوْا عَلَى الزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ فَاضِلًا عَنِ الْمَسْكَنِ وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَعَنْ نَفَقَةِ عِيَالِهٖ إِلٰى حِيْنِ عَوْدِهٖ وَكَانَ الطَّرِيْقُ آمِنًا وَيُعْتَبَرُ فِيْ حَقِّ الْمَرْأَةِ أَنْ يَكُوْنَ لَهَا مَحْرَمٌ"[20]

"حج ہر آزاد، مسلمان، بالغ، عاقل اور تندرست پر واجب ہے جب یہ لوگ زادِ راہ اور سواری پر قادر ہوں (جبکہ یہ زادِ راہ اور سواری) اس کے رہنے کے گھر، ضروریات کی چیزوں اور واپس آنے تک اس کے بال بچوں کے خرچ سے زائد ہو اور عورت کے حق میں معتبر یہ ہے کہ اس کا کوئی محرم (اس کے ساتھ) ہو"۔

امام قدوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی اس تعریف کی روشنی میں حج کے واجب (یہ ذہن نشین رہے یہاں واجب فرض کے معانی میں ہے) ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں-

1: آزاد ہونا، 2: مسلمان ہونا، 3: بالغ ہونا، 4: عاقل ہونا، 5: تندرست ہونا، 6: سامانِ سفر کا ہونا، 7: سواری پہ قادر ہونا، 8: گھر کی ضروریات سے زائد ہونا، 9: واپس آنے تک اہل و عیال کے خرچے کا بندوبست کرکے جانا، 10: راستہ پُر امن ہو، 11: عورت کے لیے شرط ہے کہ اس کا محرم رشتہ دار یا خاوند اس کے ساتھ ہو-

حج تب تک فرض نہیں ہوگا جب تک مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں جب یہ شرائط پائی جائیں گی تو امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک اس پہ فی الفور حج فرض ہے بغیر عذر کے تاخیر کرنے سے گناہ گار ہوگا- نیز حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے- اس کے بعد جو حج ادا کرے گا وہ نفلی ہوگا-

حج کی اقسام:

حجِ قران:

(قاف کے نیچے زیر) احناف کے نزدیک سب سے افضل حج ہے، اس میں عمرہ اور حج کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے مگر عمرہ کرنے کے بعد قارن حلق یا قصر نہیں کروا سکتا اسے بدستور احرام میں رہنا ہوگا، دسویں، گیارہویں یا بارہویں ذوالحج کو قربانی کرنے کے بعد حلق یا قصر کروا کے احرام کھول سکتا ہے- قِران کرنے والا حاجی قارِن کہلاتا ہے-

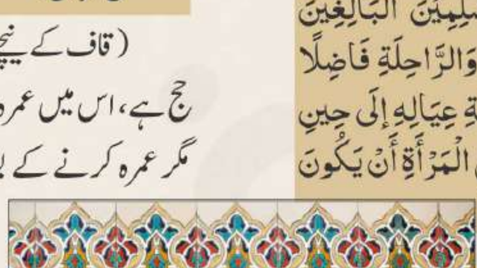

حجِ تمتّع:

یہ حج صرف میقات کے باہر رہنے والے ہی ادا کرسکتے ہیں- اس میں حاجی عمرہ کی ادائیگی اور حلق و قصر کرنے کے بعد احرام کھول سکتے ہیں- جسے وہ پھر 8 ذوالحج یا اس سے پہلے پہن لیتے ہیں- اس حج کا شرف حاصل کرنے والے کو "متمتع" کہتے ہیں-

حجِ افراد:

حج افراد کرنے والے حاجی کو "مُفرِد" کہتے ہیں- اس حج میں عمرہ شامل نہیں ہے- اس میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے- حج کے وقت تک حجاج حالت اِحرام ہی میں رہتے

[19] (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (بیروت-لبنان-1422ھ) كِتَابُ الحَجِّ، رقم الحدیث (1519)، ج2، ص:133)

[20] (القدوری، احمد بن محمد بن احمد (رحمۃ اللہ علیہ)، المختصر القدوری (راولپنڈی، مکتبہ امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ))، کتاب الحج، ص:122-123

ہیں، پھر وہ حج مکمل کرنے کے بعد ہی احرام کھولتے ہیں-اہل مکہ اور حِل یعنی میقات اور حدود حرم کے درمیان میں رہنے والے باشندے حج افراد کرتے ہیں نیز دوسرے ملک سے آنے والے بھی حج افراد کر سکتے ہیں-

مواقیتِ حج:

مواقیت، میقات کی جمع ہے، مجازاً اس سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں سے عازمینِ حج (حج کا ارادہ کرنے والے) احرام باندھتے ہیں-میقات کی دو اقسام ہیں:

میقات زمانی:

حج کیلئے میقات زمانی "حج کے مہینے یعنی شوال، ذوالقعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں اور عمرہ کیلئے میقات زمانی سارا سال ہے"-

میقات مکانی:

مواقیت مکانی جنہیں سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے حج و عمرہ کرنے والوں کو احرام پہننے کے لیے متعین کیا ہے پس جو آدمی حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر احرام کے میقات مکانی سے گزر جائے اور وہ پانچ مقامات ہیں جن کی وضاحت محبوب مکرم (ﷺ) کے اس فرمان مبارک میں ہے:

"حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ذوالحلیفہ کو مدینہ والوں کیلئے، جُحفَہ کو شام والوں کیلئے، "قَرْنَ الْمَنَازِلِ" کو نجد والوں کیلئے، یَلَمْلَمْ کو یمن والوں کیلئے میقات (احرام باندھنے کی جگہ) مقرر فرمایا: (مزید ارشاد فرمایا) یہ مواقیت ان لوگوں کیلئے ہیں (جن کا ذکر کیا گیا یعنی مدینہ منورہ، شام، نجد اور یمن کیلیے) اور ان لوگوں کیلئے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ان جگہوں پر سے گزریں، جب وہ حج اور عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان کا میقات وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوئے یہاں تک کہ اہل مکہ کا میقات مکہ ہے"-[21]

اس حدیث مبارک میں مذکورہ مواقیت کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے:

1. ذُو الحلیفہ: یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے- اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِ علی ہے-
2. جُحفہ: یہ شامیوں کی میقات ہے، یہ شام، مصر اور مغرب سے آنے والوں کیلئے میقات ہے-
3. یَلَملَم: اہلِ یمن کے لیے- جسے آج کل "سعدیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے-
4. قَرن المنازل: یہ نجد والوں کی میقات ہے، اسے آج کل "السیل الکبیر" بھی کہا جاتا ہے مکہ سے 75 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے-
5. ذاتِ عرق: یہ عراق والوں کی میقات ہے-اس کی تعیین دور نبوی (ﷺ) کی بجائے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے دور خلافت میں ہوئی-

نیز اہل مکہ کا میقات: اہل مکہ اپنے گھر یا مسجد حرام ہی سے احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے انہیں حدود حرم سے باہر تنعیم یا عرفہ جانا ہو گا-

مسئلہ:

یہ مواقیت اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور ان کے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اُس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے برابر آئے اس وقت احرام باندھ لے-

احرام:

احرام کے لغوی معانی حرام کرنا اور اصطلاح میں حج یا عمرہ کی نیت سے مقامِ میقات سے دو سفید چادریں مرد بطورِ لباس استعمال کرتے ہیں ایک چادر بطور تہبند اور دوسری کو کندھے پر اوڑھ لیا جاتا ہے-احرام کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے

[21](صحیح البخاری، کتاب الحج، ج2، ص:134)

کیونکہ احرام کی حالت میں مرد پہ بعض حلال کام بھی حرام ہو جاتے ہیں- جیسے سلا ہوا کپڑا پہننا، خوشبو لگانا، جنگلی جانور کا شکار کرنا، سر اور داڑھی کے بال کاٹنا وغیرہ-

حج بدل:

ضعیف العمر، کمزور اور مریض شخص اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کروا سکتا ہے- لیکن حج بدل ادا کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ وہ اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو-

"حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) میں عرض کی: "یارسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ وفات پا گیا ہے اور اس نے حج ادا نہیں کیا- کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے باپ پہ قرض ہوتا تو تم ادا کرتے؟ اس نے عرض کی: ہاں! آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ"[22]

"اللہ عزوجل کا قرض اس بات کا زیادہ حق دار ہے (کہ اس کو ادا کیا جائے)"-

اس کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے باپ اور اپنی ماں کی طرف سے حج کیا، اس کا اپنا حج بھی ہوگیا اور اس کو دس حج کرنے کی فضیلت بھی ملے گی"-[23]

اسی طرح حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس کی طرف سے بھی قبول کیا جاتا ہے اور اس کے والدین کی طرف سے بھی اور ان (والدین) کی روحیں آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے ہاں نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے"-[24]

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا، یا ان کا کوئی قرض ادا کیا، وہ قیامت کے دن ابرار (نیکی کرنے والوں) کے ساتھ اٹھایا جائیگا"-[25]

حج کا باطنی پہلو:

کوئی بھی کام کرتے وقت ہمارے ذہن میں ہمیشہ یہ بات رہے کہ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن- ایمان کے ہوتے ہوئے ہم ظاہری اعمال سرانجام دینے سے اپنے ذمہ سے فرض کی ادائیگی کر لیتے ہیں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی امید بھی رکھتے ہیں یہ طریق بالکل برحق اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہے- لیکن اللہ عزوجل کے قرب و وصال کے حصول کے لئے ہمیں چیزوں کے باطنی پہلو پہ بھی توجہ دینی چاہیے- اس کی سادہ مثال کچھ اس طرح بن سکتی ہے کہ ایک آدمی بازار سے کچھ فروٹ یا ڈرائی فروٹ (اخروٹ وغیرہ) خریدتا ہے- جو بظاہر بالکل ٹھیک ہوتے ہیں لیکن گھر آکر پتہ چلتا ہے کہ وہ اندر سے خراب یعنی گلے سڑے ہوئے ہیں - آپ خود سوچیں کہ اس شخص کا ردعمل کیا ہوگا؟ یقیناً ان کو وہ ضائع کردے گا اور اگر اس کا بس چلا تو وہ دکاندار کو واپس کردے گا- اسی طرح ہمارے اعمال جو بظاہر بالکل صاف شفاف نظر آتے ہیں، لیکن خدانخواستہ ان کے ساتھ اگر ریاکاری، تکبر، لالچ، ڈر وغیرہ کی آمیزش (ملاوٹ) ہوگئی تو اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں وہ اعمال قبولیت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے بلکہ بعض اوقات وہ اعمال منہ پہ مار دیے جاتے ہیں کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ"[26]

[22] (سنن النسائي، ج:05، ص:118)

[23] (دار قطني، علي بن عمر بن أحمد، سنن الدارقطني (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1424ھ) كِتَابُ الْحَجِّ، ج:03، ص:300، رقم الحديث:2610)

[24] (سنن الدارقطني، ج:03، ص:299، رقم الحديث:2607

[25] (سنن الدارقطني ج:03، ص:299، رقم الحديث:2607

[26] (صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج، (بيروت، دار إحياء التراث العربي) كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، ج:4، ص:1986)

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے"۔

اگر دل دنیاوی یا نفسانی خیالات میں گھرا ہوا ہے تو اعمال کیونکر اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت حاصل کر سکتے ہیں؟

کوئی صوفی ظاہری اعمال کی قطعاً مخالفت نہیں کرتا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ اعمال کے ظاہر کے ساتھ اس کے باطنی پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور جو صوفیاء کرام خِلوت (چلہ یا گوشہ نشینی) اختیار کرتے ہیں اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم اعمال ظاہری کو سرانجام دیتے وقت صرف ظاہر تک محدود نہ رہیں بلکہ ان کی حقیقت تک پہنچ کر اللہ پاک کا قرب و وصال اور اس کے محبوب کریم (ﷺ) کی بارگاہ مبارک کی حضوری کو حاصل کیا جائے - جیسا کہ محبوبِ سبحانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حج کے باطنی پہلو پہ روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"حج طریقت کی راہ میں زادِ راہ اور سواری صاحب تلقین (مرشد کامل) کی تلاش اور اس سے اخذ فیض ہے - یہی پہلا قدم ہے اس کے بعد مسلسل ذکر باللسان اور اس کے معانی کو سامنے رکھنا ہے - حتیٰ کہ دل زندہ ہو جائے اور اس کے بعد باطنی ذکر کی باری آتی ہے یہاں تک کہ اسماء صفات کے مسلسل ورد سے مَن صاف ہو جائے - ایسے میں کعبہ سرّ انوار صفات کے ذریعے سامنے آجاتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو صاف کرو"۔

"وَ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ"[27]

"اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے"۔

کعبہ ظاہر اس لیے صاف کیا جاتا ہے کہ طواف کرنے والے لوگ آئیں گے جو کہ مخلوق ہیں جبکہ کعبۂ باطن اللہ عزوجل کے لیے صاف ہوتا ہے - باطن کے کعبہ کو غیر کے خیال سے صاف کر کے اسے اللہ عزوجل کی تجلی کے قابل بنایا جاتا ہے پھر روحِ قدسی کا احرام باندھا جاتا ہے، پھر دل کے کعبہ میں حاضری دی جاتی ہے -[28]

اس لیے سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"پانچواں بنائے اِسلام حج ہے جس کا ظاہر حجِ ثواب ہے اور باطن حجِ بے حجاب ہے - پس حاجی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک ظاہر کے حاجی یعنی حاجی الحرم اور دوسرے باطن کے حاجی یعنی حاجی الکرم - ظاہر کے حاجی میدانِ عرفات کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں اور باطن کے حاجی وحدانیت مع اللہ ذات میں غرق ہوتے ہیں - یاد رکھ کہ ظاہری کعبہ وہ ہے جسے حضرت اِبراہیم خلیل اللہ نے آب و گل سے تعمیر کیا اور باطنی کعبہ وہ ہے جسے ربِّ جلیل نے جان و دل سے پیدا کیا - باطن کے حاجی کا دل قلبِ سلیم ہے جو اُس وقت تک نفس کے خلاف محوِ جہاد رہتا ہے جب تک کہ حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہیں ہو جاتا - اِسلام کے ظاہری و باطنی دونوں طریق مسلمان کے لئے بال و پر کی حیثیت رکھتے ہیں - جب تک وہ ظاہر و باطن کے دونوں قدم حضور نبی کریم (ﷺ) کے قدم پر نہیں لے جاتا نفاق سے باہر نہیں نکل سکتا - جب تک وہ نفاق سے باہر نہیں نکلتا وہ مومن مسلمان حاجی اور ذاکرِ قلبی کہاں ہو سکتا ہے؟[29]

☆☆☆

---

[27] (البقرۃ:125)

[28] (سرالاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار)

[29] (محک الفقر کلاں)

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

تقویٰ ۱

عبادات کا حاصل

مفتی محمد شیر القادری

تقویٰ اسم ہے، تاء کی جگہ واؤ ہے اور اس کی اصل "وَقْوٰی" ہے یہ فعلیٰ کے وزن ہے اور و "وَقَیْتُ" سے بنا ہے- پس جب واؤ پہ فتحہ آئی تو واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا اور "التُّقَاۃُ" اس کی جمع ہے-[1]

علامہ میر سید جرجانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی توضیح میں مختلف اقوال رقم فرمائے ہیں، جو کہ حسبِ ذیل ہیں-

اہلِ حقیقت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اُس کے عذاب سے بچناہے وہ اس طرح کہ نفس کو ہر اس چیز سے بچاناہے جس کے کرنے یانہ کرنے کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ٹھہرے- اطاعت میں تقویٰ یہ ہے کہ اس میں اخلاص پیدا کیا جائے اور معصیت میں تقویٰ کا مطلب کہ معصیت کو ترک کر دیا جائے اور اس سے بچا جائے- (تقویٰ کا مطلب ہے کہ) بندہ ماسوی اللہ سے بچ جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدابِ شریعت کی پاسداری تقویٰ ہے اور کہا گیاہے کہ ہر اس چیز سے بچنا تقویٰ ہے جو تجھے اللہ عزوجل سے دور کر دے- نیز نفس کی لذات کو ترک کرنا اور ممنوعات سے دور رہنا تقویٰ ہے- ایک قول یہ بھی بیان کیا گیاہے کہ تم اپنے دل میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کو نہ دیکھو، ایک قول یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھو- الغرض! ماسوی اللہ کو ترک کرنا تقویٰ ہے اور اسی طرح حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قولاً اور فعلاً اقتداء کرنا تقویٰ ہے"-[2]

علامہ سید غلام رسول سعیدی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تقویٰ کے مختلف مراتب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"1: نفس کی کفر اور شرک سے حفاظت کرنا
2: نفس کی کبیرہ گناہوں سے حفاظت کرنا
3: نفس کی صغیرہ گناہوں سے حفاظت کرنا
4: نفس کی خلاف سنت سے حفاظت کرنا
5: نفس کی خلافِ اولیٰ سے حفاظت کرنا
6: نفس کی ماسویٰ اللہ سے حفاظت کرنا

سو جو شخص تقویٰ کے کسی ایک مرتبہ پر فائز ہو یہ کتاب اس کے لیے تقویٰ کے اگلے مرتبہ کیلیے ہدایت ہے"-[3]

الحمد للہ عزوجل تقویٰ کا پہلا مرتبہ ہر ذی شعور مسلمان کو حاصل ہے، اگلے مراتب کے بارے میں ہر انسان اپنا محاسبہ کر کے جائزہ لے سکتاہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟

قرآن مجید اور تقویٰ:

دراصل قرآن مجید چونکہ ام الکتاب ہے اور اس میں تمام بنی نوع انسان کے لیے احکام مرتب فرما دیئے گئے- حتی کہ کفار آج بحر بیکراں (وسیع سمندر) سے فائدہ اٹھانے کے لیے مطالعہ کرتے ہیں اسی طرح جب ہم تقویٰ کے معانی و

---

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب (بیروت: دار صادر-1414ھ) فصل: الواو، جلد15، ص:33-
[2] الجرجانی، علي بن محمد بن علي، کتاب التعریفات، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1403ھ)، باب التاء ج1۔ص:65
[3] سعیدی، غلامہ رسول ﷺ، تبیان القرآن، الطبع السادس (لاہور، پاکستان، فرید بک سٹال) رجب:1426ھ، ج:1، ص:257

مفہوم قرآن پاک میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آدمی چاہے تقویٰ کے کسی مقام پہ ہو اللہ عزوجل کی لاریب کتاب اس کی حوصلہ افزائی فرماتی ہے-جیسا کہ اللہ پاک نے تقویٰ کے اعلیٰ مقام پہ فائز اخص الخواص کے مقام و مرتبے کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ"[4]

"اور لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جو اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لئے اپنی جان بیچ دیتا ہے"-

اخص الخواص مقربینِ بارگاہِ الٰہی کا ہی نصیبہ ہے کہ وہ اپنا جینا مرنا سب اللہ عزوجل کے لئے کر دیتے ہیں-اپنی جان مولائے کریم کو بیچ دیتے ہیں اور اس کی یاد اور محبت میں ڈوب کر سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو جاتے ہیں- اس مقام پہ ان کے لیے غیر کو دیکھنا، سننا وغیرہ حرام ہو جاتا ہے اور اس کے تمام امور کا مقصد صرف اور صرف اللہ عزوجل کی رضا رہ جاتی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"[5]

"(اے محبوب مکرم (ﷺ) فرمادیں، بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے"-

مزید ارشاد فرمایا:

"وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا"[6]

"اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے بنے رہو"-

جہاں تک متوسط حضرات (خاص الخاص) ان کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان مبارک ہے:

"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى-فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى"[7]

"اور رہا وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا- تو بیشک جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے"-

جہاں تک عوام الناس کا تعلق ہے ان کے بارے میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا"[8]

"اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے"-

اب مزید اللہ عزوجل کی توفیق خاص سے تقویٰ کے بارے میں قرآن مجید سے چند فرامین مبارکہ لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

1: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ-هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[9]

"وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں (یعنی اہلِ تقویٰ) کو"-

اب یہ چیز روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ قرآن مجید سے اگر علم و عرفان کے بیج دل میں لگانے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں قلوب و اذہان کو تقویٰ کے نور سے منور کرنا ہوگا-

اس آیت مبارک کی تفسیر میں امام بغوی (رحمۃ اللہ علیہ) سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کا قول مبارک نقل فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ہمیں تقویٰ کے بارے میں بتائیں-تو حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: "کیا آپ کبھی خاردار راستے پر چلے ہیں؟" آپ (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: ہاں- حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) نے سوال کیا: آپ نے کیا طریقہ استعمال کیا؟ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) سے فرمانے لگے: "میں کانٹوں سے بچ بچ کر اور کپڑوں کو

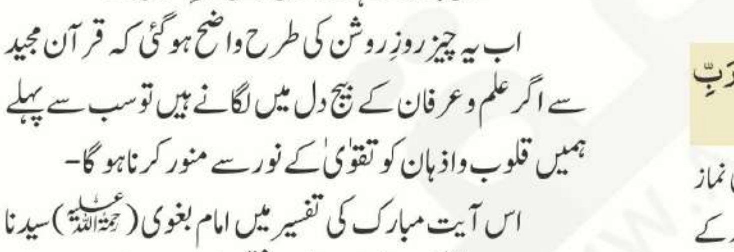

[4] البقرۃ:207
[5] الانعام:162
[6] المزمل:08
[7] النزعٰت:40-41
[8] النساء:31
[9] البقرۃ:02

سمیٹ کر چلا"۔ حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) بولے: "یہی تقویٰ ہے"۔[10]

یعنی دنیا کی مثال خار دار راستے کی ہے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ اس میں سے گزرتے ہوئے دامن سمیٹ کر چلے۔ اس کی کامیابی اسی میں ہے کہ ہر کام میں دیکھے کہ اس میں خدا کی خوشنودی مضمر ہے یا نہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) "تفسیر در منثور" میں اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

"اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کے نور کے مطابق اطاعت خداوندی یعنی اس کے احکام پر عمل کرنے کا نام تقویٰ ہے"۔[11]

2: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[12]

"اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے (انسانوں) کو پیدا کیا تاکہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو"۔

یہ آیت مبارک اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ عبادت کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ انسان کو منزلِ "تقویٰ" تک پہنچادے۔ اس میں اللہ رب العزت کے دو اوصاف مبارکہ کا بیان ہوا ایک یہ وہ تمہارا رب ہے اور دوسرا اسی نے تمہیں تخلیق کیا۔

"رب" وہ ذات ہے جس کی تربیت سے کوئی چیز اپنی استعداد کے مطابق ارتقاء کے تمام مراحل طے کرتی ہوئی درجہ کمال تک پہنچ جاتی ہے۔ گویا کہ کائنات کی ہر شے ظاہراً اور باطناً ہر وقت اپنے وجود کی بقاء اور ارتقاء کی خاطر اس کے لطف و کرم کی محتاج ہے؛ اور ان کے جملہ کمالات کا حصول اسی کے فضل و کرم پہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ارادہِ تخلیق نہ فرمائے تو کسی چیز کو وجود ہی نہ ملے اور اگر اہتمامِ تربیت نہ فرمائے تو زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ بھی گردش میں نہ آئے۔ اس لیے عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب ہم اسی کا دیا ہوا کھا رہے ہیں اور اسی کا عطاء کردہ اثاثہ استعمال کر رہے ہیں تو پھر زندگی کے ایک ایک لمحے پر اس کا اختیار تسلیم کرکے اس کی اطاعت کا قلاوہ اپنی گردن میں کیوں نہیں ڈالتے؟

3: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ[13]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے علامہ ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

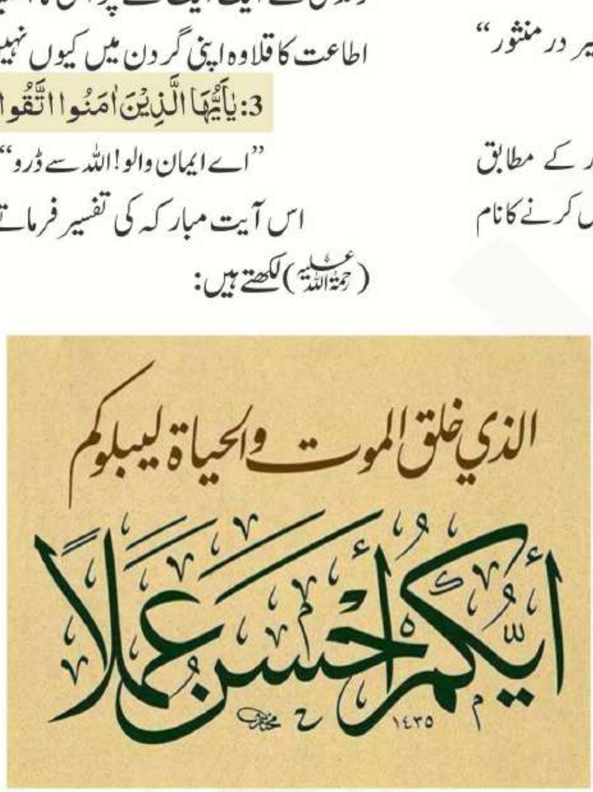

"اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو تقویٰ کی تلقین فرماتے ہوئے ایسے نازیبا کاموں سے منع فرمارہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنیں اور لوگ ذات اقدس کی قربت سے محروم ہو جائیں تو واضح ارشاد فرمایا کہ لحاظ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"۔[14]

4: فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ[15]

"پس صبر کرو بیشک (بھلا) انجام پرہیزگاروں کیلیے ہے"۔

5: فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[16]

"توجو پرہیز گاری کرے اور سنورے (اصلاح کرے) تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم"۔

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

---

[10] بغوی، الحسین بن مسعود بن محمد (محی السنہ)، معالم التنزیل في تفسیر القرآن۔ (بیروت: دار إحیاء التراث العربي-1420ھ)۔ج1، ص:82

[11] سیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور۔ (بیروت: دار الفکر) ج:1، ص:61

[12] البقرۃ:21

[13] البقرۃ:278

[14] ابن کثیر، حافظ عماد الدین تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ جویریہ، اردو بازار) تفسیر تحت الآیت: البقرہ، 278، 374/1

[15] ھود:49

[16] الاعراف:35

"جو انبیائے کرام کی مخالفت سے بچتا رہا اس نے ان کے احکام پر عمل کیا- تو اس پر دلیل یہ ہے کہ بروز قیامت ایمان والوں کو خوف و حزن نہیں ہو گا اور نہ وہ گھبراہٹ و پریشانی سے دوچار ہو گا"۔[17]

6: الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ[18]

"(اللہ عزوجل کے ولی) وہ ہیں وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے مفسر شہیر حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے ولی وہی ہیں جو ایمان اور تقویٰ دونوں کے جامع ہوں وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کر کے اطاعت کے ذریعے ذات اقدس کا قرب طلب کرنے والے ہوں"۔[19]

7: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ[20]

"اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی (رحمۃ اللہ علیہ) رقمطراز ہیں:

"یہاں تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور معصیت کو ترک کرنا ہے- فرقان سے مراد دلوں کی بصیرت ہے جس سے حق و باطل میں امتیاز کرنا سہل ہو جائے- اسی تناظر میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے" تو معنٰی یہ ہوا کہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایسی بصیرت اور فراست عطا فرماتا ہے جس سے ان کی دور اندیشی میں اضافہ ہو جاتا ہے اہل تقویٰ کے دل میں نورانیت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کا سینہ معرفت ربانی کیلئے کھل جاتا ہے- یہ امر اس وقت باطن میں ظہور پذیر ہوتا ہے جب دل سے ماسویٰ اللہ فنا ہو کر نفس کا تزکیہ ہو جائے اور خصائل رذیلہ دور ہو جائیں اسی وقت اس شخص کے دل میں تقویٰ کی حقیقت متحقق ہو جاتی ہے- نیز جس خوش نصیب کو قلبی تقویٰ نصیب ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ عزوجل ہر اس چیز کی تعظیم القاء فرما دیتا ہے جس کا تعلق اس کی ذاتِ اقدس سے ہوتا ہے- دوسری چیز جو تقویٰ کے صلہ میں حاصل ہوتی ہے وہ کفارہ سیئات ہے یعنی جو خطا یا لغزش سرزد ہوتی ہے تقویٰ ان کا بدل ہو جاتا ہے"۔[21]

8: ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ[22]

"بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے"۔

مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) "شعائر اللہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

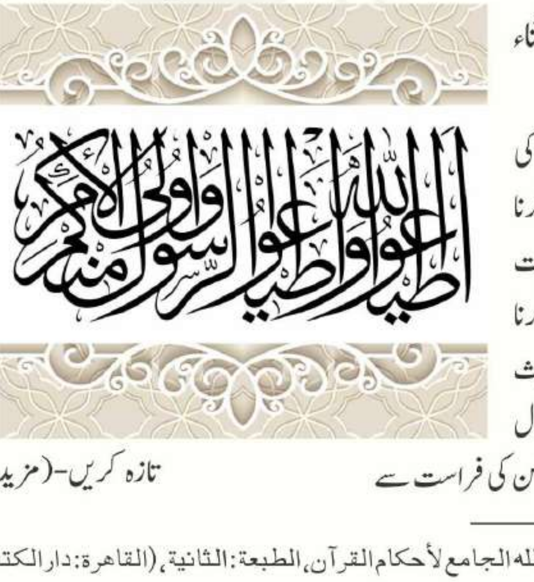

"دینی شعائر یعنی علامتوں کا برقرار رکھنا سنتِ الٰہی ہے جیسے صفا مروہ کو اللہ رب العزت نے باقی رکھا کیونکہ یہ بزرگوں کی یاد گار ہیں- لہٰذا بزرگانِ دین کے تبرکات اور ان کے روضے وغیرہ باقی رکھے جائیں تاکہ انہیں دیکھ کر ایمان تازہ کریں-(مزید ارشاد فرمایا) ناجائز کاموں کی وجہ

[17] القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر، أبو عبد الله الجامع لأحكام القرآن، الطبعة: الثانية، (القاهرة: دار الكتب المصرية) زیرِ آیت الاعراف: 35، 202/7

[18] یونس: 63

[19] مراد آبادی، سید نعیم الدین، تفسیر خزائن العرفان، (کراچی: تاج کمپنی، الطبع، 1989)، تحت الآیت: سورہ یونس، 63

[20] الانفال 29

[21] المظهري، محمد ثناء الله، التفسير المظهري، (الباكستان: مكتبة الرشدية 1412ھ)، تحت سورہ انفال: 29، 54/4

[22] الحج: 32

سے سنت نہیں چھوڑی جاسکتی لہٰذا قبورِ اولیاء پر گانے وغیرہ کی وجہ سے زیارتِ قبر جو سنت ہے نہ چھوڑی جائے گی-(البتہ ناچ گانے اور دیگر منہیات شرعیہ کی روک تھام کی جائے)جیسے بتوں کی موجودگی میں خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی بند نہ ہوئی”-[23]

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

”شعائر اللہ کی تعظیم قلبی تقویٰ کے ساتھ مربوط ہے- دلوں کا تقویٰ سب سے رفیع مقام ہے اگر یہ نہیں تو جسم، عقل اور اعضائے بدن کا تقویٰ بھی میسر نہیں آتا- قلبی تقویٰ تعظیم و ادب سے ملتا ہے قلبی تقویٰ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس کیلئے تعظیم کی نعمت آستانہ نبوت (ﷺ) سے سینہ بسینہ اچھی صحبتوں کے وسیلے سے ملتی ہے- اس طرح تعظیم کے ساتھ تقویٰ باطنی کی دولت سے مالا مال شخص خشیت جمال، ہیبت کمال اور خوف کمال جیسی صفات اعلیٰ سے متصف ہو جاتا ہے-اسی طرح مومن کو شعائر اللہ کی تعظیم کی وجہ سے ہدایت و بندگی کے ساتھ دل کی طہارت اور تقویٰ نصیب ہوتا ہے”-[24]

یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے اللہ عزوجل قلوب کو تقویٰ کی نعمت عظمٰی عطا فرماتا ہے-اب شعائر اللہ ہیں کیا، جب قرآن مجید، فرقانِ حمید سے اس کا سوال کرتے ہیں تو جواب عطا ہوتا ہے:

9:اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا[25]

”بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے”-

تمام مفسرین کرام اس بات پہ متفق ہیں کہ صفا و مروہ کو جو مقام عظمت ملا وہ سیدہ حاجرہ (علیہا السلام) کے قدمین شرفین کے مَس ہونے کی وجہ سے ملا-اللہ عزوجل نے اپنی رضا کی خاطر ان اٹھنے والوں قدم مبارک کی برکت سے انہیں شعائر اللہ بنا دیا اور تا قیامت حاجیوں پر سیدہ، طیبہ، طاہرہ (علیہا السلام) کی ادا کو بصدق دل بجالانے کا حکم ارشاد فرمادیا گیا-

مزید ارشاد فرمایا:

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى[26]

”اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ”-

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) نے کعبہ معظمہ کی تعمیر کی-وہ بھی اللہ عزوجل کے خلیل کے قدموں کی برکت سے شعائر اللہ بن گیا اور اس کی تعظیم ایسی لازم ہو گئی کہ طواف کے نفل اس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہو گئے- جب بزرگوں کے قدم پڑ جانے سے صفا مروہ اور مقام ابراہیمؑ شعائر اللہ بن گئے اور قابل تعظیم ہو گئے تو قبور انبیاء و اولیاء جس میں یہ حضرات دائمی قیام فرما ہیں یقیناً شعائر اللہ ہیں اور ان کی تعظیم لازم ہے- جیسا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًاؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا[27]

”تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے”-

اصحاب کہف کے غار پر جو ان کی آرام گاہ ہے گذشتہ مسلمانوں نے مسجد بنائی اور رب نے ان کے کام پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا معلوم ہوا کہ وہ جگہ شعائر اللہ بن گئی جس کی تعظیم ضروری ہو گئی-

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ-وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ[28]

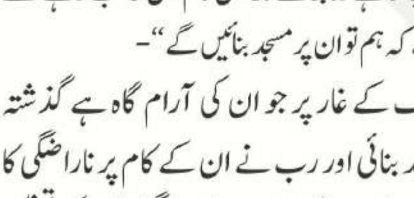

[23] نعیمی، احمدیار خان، تفسیر نعیمی، (گجرات:نعیمی کتب خانہ، 1999ء)، زیر آیت، البقرۃ:158
[24] نعیمی، احمدیار خان، تفسیر نعیمی، (گجرات:نعیمی کتب خانہ، 1999ء)ج:17، ص:809
[25] البقرۃ:158
[26] البقرۃ:125
[27] الکہف:21
[28] البلد:1-2

"مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب مکرم (ﷺ) آپ اس شہر میں تشریف فرماہیں"۔

وَالتِّيۡنِ وَ الزَّيۡتُوۡنِ ۙ۔ وَ طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۙ۔ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ [29]

"انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی"

وَادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَـكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ [30]

"اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے"۔

ان آیات مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طور سینا پہاڑ اور مکہ معظمہ اس لیے عظمت والے بن گئے کہ طور کو کلیم اللہ سے اور مکہ معظمہ کو حبیب اللہ (ﷺ) سے نسبت ہو گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے پیاروں کی چیزیں شعائر اللہ ہیں جیسے قرآن شریف، خانہ کعبہ، صفا مروہ پہاڑ، مکہ معظمہ، بیت المقدس، طور سینا، مقابر اولیاء اللہ و انبیاء کرام، آب زمزم وغیرہ اور شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر قرآنی فتوے سے دلی تقویٰ ہے جو کوئی نمازی روزہ دار تو ہو مگر اس کے دل میں تبرکات کی تعظیم نہ ہو وہ دلی پرہیز گار نہیں۔

ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ جہاں کہیں قرآن کریم میں تقویٰ کا ذکر ہے وہاں یہ تقویٰ دلی یعنی متبرک چیزوں کی تعظیم ضرور مراد ہے۔ یہ آیات کریمہ تقویٰ کی تمام آیات کی تفسیر ہیں۔ جہاں تقوی کا ذکر ہو وہاں یہ قید ضروری ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ" [31]

"بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ (ﷺ) کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کیلیے بخشش اور بڑا ثواب ہے"۔

معلوم ہوا کہ مجلس میں سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا احترام تقویٰ ہے۔ کیونکہ یہ بھی شعائر اللہ ہے اور شعائر اللہ کی حرمت دلی تقویٰ ہے۔

دراصل ایمان جڑ ہے اور تقویٰ اس کی شاخیں، پھل وہی کھاسکتا ہے جو ان دونوں کی حفاظت کرے۔ اسی طرح بخشش کے پھل اسی کو نصیب ہوں گے جو ایمان اور تقویٰ دونوں کا حامل ہو۔ تقویٰ کے مختلف پہلوؤں کا مختصر جائزہ لینے کے بعد خلاصہ کلام یہی ہے کہ اسلام کے تمام ارکان و جملہ عبادات میں تقویٰ روح کی حیثیت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی موجودگی کے احساس اور تصدیق کو دل و روح میں بیدار کر کے قربت حق تعالیٰ سے روشناس کرواتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کے قوانین و ضوابط اور شریعت محمدی (ﷺ) کی مکمل پابندی کرتے ہوئے تقویٰ کو دل میں جاگزیں کریں۔ تاکہ ہم بھی صالحین کی اقتداء میں معرفت الٰہی اور قرب ووصال سے بہرہ مند ہو سکیں۔

☆☆☆

[29] التین:1-3

[30] البقرۃ:58

[31] الحجرات:03

ثقافتی جنگ
اور جوانانِ اِسلام کی ذمہ داریاں

فکری خطاب: صاحبزادہ سُلطان احمد علی

سیکریٹری جنرل: اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین
خانوادۂ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ

(میلادِ مصطفٰے (ﷺ) و حق باھو کانفرنس، لاہور، 01 فروری 2020ء)

ہمارے اوپر ایک تہذیبی جنگ مسلط ہے- اس میں کوئی دورائے نہیں کہ سیاسی مسائل قوموں میں رہتے ہیں جن کیلیے لڑنا پڑتا ہے- لیکن اُن سے بھی زیادہ باریک تہذیبی و تمدنی مسائل ہوتے ہیں جن کے ساتھ لڑنے کیلیے ایک متبادل ہتھیار اور سوچ کی ضرورت ہوتی ہے- مثلاً ان چالیس پچاس سالوں میں جب ہم نے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ترقی کی، ذرائع ابلاغ عام ہو گئے تو کس طریقے سے ہمارے اسلامی تہذیب و تمدن کے اوپر مغربی اور بھارتی کلچر کی یلغار آن پڑی- لیکن افسوس! ہمارے پاس اس کی کوئی تیاری نہ تھی کہ ہم اپنے کلچر کا دفاع کر سکتے- آج جس طرح بے حیائی، فحاشی و عریانی کا طوفان ہمارے سروں پر مسلط ہے اور المیہ یہ ہے کہ اگر اس کے خلاف بات کی جائے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بیکورڈ (backward) دنیا سے تعلق رکھتے ہیں-

یاد رکھیں! آج تک جو کچھ ہم نے دیکھا یہ ایک بڑے شر کا پیش خیمہ تھا جبکہ شر نے اِس کے بعد آنا ہے- یہ تو محض اُس شر کے لانے کے لئے میدان ہموار کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ بڑا شر وقوع پذیر ہو اِس قوم میں تہذیبی طور پر اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ اس کی مخالفت و مذمت کر سکے- یعنی برائی کو برائی کہنے کی ہمت نہ ہو-

یاد رکھیں! کلچر قوموں کے عقائد سے پھوٹتا ہے اور کلچر پر سمجھوتہ کرنا اپنے عقیدے اور نظریہ پر سمجھوتہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے- مثال کے طور پر ابھی نیو ایئر کے موقع پر ایک مقتدر بین الاقوامی ادارے نے اپنے سال نو کے اہداف بیان کیے اور سال نو کے اہداف دیکھ کر عقل ٹھکانے آگئی کہ ہمارا ملک اب آنے والے ایک دو سالوں میں کس جانب دھکیلا جائے گا-

اس ادارے کے مطابق سال 2020 میں ان کے تین بڑے اہداف ہیں:

1. ہم جنس پرستی (same sex marriage) کو ساری دنیا میں لیگل کیا جائے گا؛ اس پر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 123 ممالک میں لیگل کروالی ہے جبکہ 68 ممالک رہتے ہیں ان میں بھی اس ایک سال میں ہم جنس پرستی کو لیگل کروانا ہے اور جو ممالک رہتے ہیں ان میں اسلامی جمہوریہ پاکستان بھی ہے جبکہ ہندوستان اسے لیگلی قبول کر چکا ہے-
2. اسقاطِ حمل (abortion) کو لیگل کرنا
3. سزائے موت (death penalty) کو ختم کرنا-

ان میں سے ایک ایک مسئلے کو ڈسکس (discuss) کیا جا سکتا ہے لیکن اس پہلے چند معروضات بیان کرنا چاہوں گا- اپنے ارد گرد کا جائزہ لیں کہ کس طرح INGOs اور بعض دیگر ممالک کے سفارت خانے اِس میں متحرک ہیں- مثلاً اس کی لابنگ (lobbying)، فنڈنگ (funding)، اس پر رائے عامہ ہموار کرنے کیلیے خاص کر اردو زبان میں لٹریچر (literature) ترتیب دلوایا جارہا ہے، افسانے، ناول اور کالم لکھوائے جارہے ہیں، فلمیں بنائی جارہی ہیں اور اس برائی کو بہت بڑے پیمانے پر پوری قوم میں پھیلایا جارہا ہے تاکہ لوگوں کی ذہن سازی کی جائے اور لوگوں میں اس برائی کو برائی کہنے کا جذبہ ختم کیا جائے-

اس پر BBC اور کئی عالمی اداروں کی رپورٹس موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کے لوگ پاکستان میں زیرِ زمین متحرک ہیں اور بین الاقوامی اداروں سے جو اس کو سپورٹ کرتے ہیں ان سے رابطہ میں ہیں- اب بظاہر انسان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اگر دنیا کے 123 ممالک اس کو قبول کر چکے اور اگر ہم بھی اس کو قبول کر لیں تو ہمارے اوپر کیا قباحت لاحق ہو گی؟

خدارا! قرآنِ کریم اور سرکارِ دو عالم (ﷺ) کے فرامین میں غوطہ زنی کریں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ہماری تہذیب و تمدن کو کس شرم و حیا کی اساس پہ استوار فرمایا۔

امام طبرانی، امام ابو نعیم الاصفہانی اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی روایت سے ایک طویل حدیث مبارک نقل فرمائی ہے۔ آقا کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہو گا۔

"أَنْ يَكْتَفِيَ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ"

ایک مرد دوسرے مرد پر اکتفاء کرے گا (یعنی زنا کرے گا) اور ایک عورت دوسری عورت پر اکتفاء کرے گی (یعنی عورت، عورت کے ساتھ زنا کرے گی)"۔

یہ عالمی ادارے جو 2020 کے اپنے اہداف بتا رہے ہیں کہ ہم جنس پرستی کو دنیا میں لیگل کیا جائے۔ جبکہ آقا کریم (ﷺ) نے آج سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے یہ فرما دیا کہ جب بے حیائی کے ایسے فتنے طلوع ہوں تو یاد رکھو یہ آثار قیامت میں سے ہو گا۔

امام ابو عبد اللہ نعیم بن حماد المروزی (المتوفی: 228ھ) "کتاب الفتن" میں روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

"لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَسَافَدَ النَّاسُ فِي الطُّرُقِ كَمَا يَتَسَافَدُ الدَّوَابُّ يَسْتَغْنِي الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ"

"قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے سے راستوں میں جفتی ہوں گے (یعنی بدکاری کریں گے) جس طرح جانور ایک دوسرے سے جفتی ہوتے ہیں اور مرد مردوں کے ذریعے (شہوت سے) مستغنی ہوں گے اور عورتیں عورتوں کے ذریعے (شہوت سے) مستغنی ہوں گی"۔

گویا آقا کریم (ﷺ) کے فرمان اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے احترام انسانیت سے گر کے جانوروں، چوپایوں گدھوں، کتوں اور اس طرح کے باقی جانوروں کی اخلاقیات پر آ گرے گا اور اس کی نظر میں شرم و حیا، پردہ و حجاب بیکار ہو گا۔ ہم جنس پرستی کو برائی نہ سمجھا جائے گا۔

امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور دیگر آئمہ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ:

"إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ"

"اپنی امت کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ قومِ لوط کا عمل ہے (یعنی ہم جنس پرستی)"۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی جنہوں نے قومِ لوط والا عمل کیا

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی جنہوں نے قومِ لوط والا عمل کیا

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ"[1]

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی جنہوں نے قومِ لوط والا عمل کیا"۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ"[2]

"ملعون ہے ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس نے قومِ لوط والا عمل کیا"۔

اگر ہم قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جھانک کر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے کی کوئی ایسی بات نہ تھی جو رسول اللہ (ﷺ) کی نگاہ مبارک سے پوشیدہ ہو۔ ایک ایک بات اور ہر ایک فتنہ کو میرے نبی کریم (ﷺ) نے اپنی امت کی رہنمائی کے لیے بتا دیا۔

اسلامی عقیدہ کے اس پہلو کو کتاب اور سنت سے بیان کرنے کا مدعا یہ تھا کہ ہم اپنی ثقافتی اقدار (cultural value) کو

[1] (مسند احمد بن حنبل)

[2] (شعب الایمان)

جانیں کہ ہماری تہذیب و ثقافت کیا ہے؟ ہماری تہذیب کے اجزاء کیا ہیں؟ جس تہذیب کی بنیاد پر ہم قوم ایک کہلاتے ہیں!!!

دنیا میں اقوام کو کن باتوں سے الگ قوم شمار کیا جاتا ہے؟ اس پر کئی تھیوریز (theories) ہیں بعض نظریہ سازوں (theorists) نے چار اور بعض نے چھ اجزائے ترکیبی بتائے ہیں جن کے جمع ہونے سے ایک قوم بنتی ہے- وہ چھ اجزاء درج ذیل ہیں:

1. مشترکہ علاقہ (common territory)
2. مشترکہ رنگ و نسل (common race)
3. مشترکہ مذہب (common religion)
4. مشترکہ زبان (common language)
5. مشترکہ تاریخ (common history)
6. مشترکہ ثقافت (common culture)

اس لئے جب ہم خود کو مسلمان کہہ کہ اقوام عالم سے ممتاز "ایک قوم" کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارا مذہب، ہماری تاریخ، زبان اور ثقافت ایک ہے اور ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تہذیب کا دفاع کرے- جس وقت کشمیر، فلسطین اور برما میں مظالم ہوتے ہیں تو ہم بہت احترام کے ساتھ عالمی اداروں کے اعداد و شمار کو پیش کرتے ہیں لیکن جب وہ اپنی دولت اور لوبنگ فورسز (lobbying forces) کے ذریعے ہماری تہذیب و ثقافت کو کچلنے کی کوشش کریں گے تو اس کے سامنے اپنے عقیدے اور کلچر (culture) کی وضاحت کرنا اور اس کے خلاف قانونی جنگ لڑنا ہمارا قانونی و قومی حق ہے-

انسانی حقوق کا عالمی اعلانیہ جو کہ (UDHR) کے نام سے مشہور ہے؛ 1948ء میں تمام اقوامِ عالم نے اسے قبول کیا- اس میں انسانوں کیلئے 30 بنیادی انسانی حقوق تسلیم کیے گئے جن میں "UDHR" کا "Articles-27" دیکھیں جو "Right to culture" ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اپنے کلچر کو اختیار کرے اور اسے محفوظ بنائے- "International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights" جو 1966ء میں تسلیم کی گئی، اس کا "Articles 1" اور "Article 15" اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اقوام اپنے کلچر کو اختیار کرنے میں بھی آزاد ہیں اور اس کو محفوظ کرنے کا بھی حق رکھتی ہیں-

ایک اصطلاح ہے "ورثہ" (heritage) جس کو دو اقسام میں استعمال کیا جاتا ہے-

1. Tangible heritage
2. Intangible heritage

"Tangible heritage" قابلِ لمس، مادی یا ٹھوس اجزا پہ مشتمل، یعنی چھوئے جا سکنے والا ورثہ وہ ہوتا ہے جس کو ہاتھوں سے چھوا جا سکے، جیسے بادشاہی مسجد، یا عجائب خانوں میں پڑی صدیوں پرانی اشیاء- جبکہ "Intangible heritage" ناقابلِ لمس، غیر مادی اجزا پہ مشتمل ایسا ورثہ جسے ہاتھوں سے چھوا نہ جا سکے، وہ بھی قوم کی ثقافت ہوتی ہے، جو چھوئے جا سکنے والی اشیا پہ تو مشتمل نہیں ہوتی لیکن مختلف دیگر صورتوں میں موجود ہوتی ہے، مثلاً: اقدار، اخلاق، نظریے، اعتقادات، روایات اور ایسی دیگر چیزیں- انہیں پوری دنیا تسلیم کرتی ہے-

"Convention for The Safeguard of the Intangible Cultural Heritage" اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دنیا میں اقوام کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اپنی ثقافت کا دفاع کرے اور کسی ملک کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ دوسری قوم کی ثقافت میں مداخلت کرے اور طاقت کے زور پہ اسے ختم کرنے کی کوشش کرے-

اس لئے بحیثیت مسلمان قوم کے ہمارا یہ قومی و دینی فریضہ ہے کہ ہم اپنی تہذیب و ثقافت کا ہر قیمت پر دفاع کریں- خاص کر جب بات فحاشی و عریانی سے متعلق ہو تو ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"[3]

"بے شک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے"-

یعنی وہ لوگ لعنت و عذاب کے مستحق ہیں جو فحاشی و عریانی کو فروغ دے کر ہماری ثقافت کو تباہ کرنے کی کوشش کریں-

اس لئے میری اپنے یوتھ فیلوز کو یہ دعوت ہو گی کہ وہ اپنے حقیقی مسائل پہ غور کریں اور اپنی ثقافت کو محفوظ بنائیں- اگر آج

[3](النور:19)

ہم اپنی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کے لیے کھڑے نہیں ہونگے تو کل ہماری نسل شرم وحیاء اور عزت و وقار سے محروم کر دی جائے گی- کیونکہ کوئی ایک اکیلا آدمی یا طبقہ اسلام کی اس اساس کا دفاع نہیں کر سکتا بلکہ اسلام کی ثقافت کا دفاع پوری اُمت کی ذمہ داری ہے کہ امت اپنی اسلامی ثقافت کے دفاع کے لیے متحد ہو جائے- جیسا کہ حکیم الامت فرماتے ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

اس لئے یاد رکھیں! ہمیں مل کہ اپنی ثقافت کا دفاع کرنا ہے- مثلاً جہاں طاقت کی ضروت ہو وہاں طاقت کے ذریعے، اور جہاں محبّت کی ضرورت ہو وہاں محبت کے ذریعے-

عموماً آج کل ایک بحث کو زبانِ زدعام لایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہے یا محبت کے ذریعے؟ اگر بخوبی غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ سوال میں ہی خامی ہے-

کیونکہ اگر کہا جائے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے- تو پھر مجاہدین اسلام کی جدوجہد پہ شک و شبہ بھی کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ جس طرح انہوں نے غزوہ بدر، اُحد، خیبر، مکّہ، خندق، یرموک، اجنادین، نہاوند، مدائن، شام اور دمشق وغیرہ میں کفار کو ناکوں چنے چبوائے ہیں- اسی طرح اگر کہا جائے کہ اسلام محبت سے پھیلا ہے تو پھر حضور داتا علی ہجویری، خواجہ مُعین الدین اجمیری، سلطان العارفین سلطان باھو اور دیگر اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کی خدمات میں شک کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے-

یاد رکھیں! اللہ نے جسے جو ہنر دیا تھا اُس نے اپنے اس ہنر سے اسلام کو پھیلانے اور اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا- معماروں نے مساجد کی تعمیر کے ذریعے، سالاروں نے جہاد میں فتوحات کے ذریعے، قاریوں نے قرأتِ قرآن کے ذریعے، واعظوں نے وعظ کے ذریعے، شاعروں نے شعر کے ذریعے، محققین نے تحقیق کے ذریعے، خطاطوں نے اسمائے الٰہی و اسمائے محمد (ﷺ) اور قرآن کی کتابت کے ذریعے، صوفیاء نے محبت اور اخلاق کے ذریعے، خانقاہوں نے بھوکوں کو کھانا کھلا کر اور دکھی دلوں کی ڈھارس بندھانے کے ذریعے اور متکلمین نے عقلی، علمی اور فلسفیانہ دلائل کے ذریعے، قاضیوں نے عدل و انصاف کے ذریعے اسلام پھیلایا- مُبلغینِ اسلام نے دنیا کے کہسار، صحراء، میدان چھان کر کونے کونے اور چپے چپے میں اللہ اکبر! کی صدائیں بلند کر کے اسلام پھیلایا اور سیاست دانوں نے اپنی عملی تدبیروں کے ذریعے اسلام کو پھیلایا-

الغرض! جہاں جو ضرورت تھی وہاں وہ کردار ادا کیا گیا جہاں ضرورت پیش آئی صوفی مجاہد بن گئے اور مجاہد صوفی بن گئے یعنی یہ ضرورت پر منحصر تھا کہ ضرورت کس چیز کی ہے- ضرورت کے پیش نظر مجاہد صوفیاء کا روپ دھار لیتے اور ضرورت کے پیش نظر صوفیاء مجاہد کا روپ دھار لیتے ہیں- اس لئے یہ سوال ہی غلط ہے کہ اسلام کس چیز سے پھیلا ہے- اللہ پاک اور رسولِ پاک (ﷺ) کے عشاق و محبین نے ہر ممکنہ طریقہ سے اسلام کو پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے- بزبانِ حکیم الامت:

گاہ باشد کہ تہِ خرقہ زرہ می پوشند
عاشقاں بندۂ حال اند و چناں نیز کنند

”کبھی خرقہ کے نیچے زرہ بھی پہن لیتے ہیں کہ اہل محبت عشق کے تقاضوں کے مطابق چلتے ہیں“-

میرے بھائیو! اس وقت اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی ضرورت ہے- کیونکہ ہم وہ قوم ہیں جو اس وقت سیاسی اور اقتصادی طور پر کئی جنگوں کے درمیان گھری ہوئی ہے- اگر آج ہم اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے تو ہم ایک مردہ قوم ہونے کی نشانی ہیں- جیسے اقبال کہتے ہیں!

تیرا تن روح سے نہ آشنا ہے
عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تن بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے

خدارا! اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں کیونکہ جب ہم ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے ہیں تو ہم ایک عہد کرتے ہیں اور ہم پر یہ لازم آتا ہے کہ ہم اس عہد سے وفا کریں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے:

"بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ"[4]

ہاں جو اپنا وعدہ پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے (اس پر واقعی کوئی مؤاخذہ نہیں) سو بے شک اللہ پرہیز گاروں سے محبت فرماتا ہے"-

جو لوگ وعدوں سے روگردانی کرتے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر وعید فرمائی ہے- آقا کریم (ﷺ) کی حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا

جس میں چار باتیں ہوں وہ منافق ہے

یا جس میں چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کا اتنا ہی حصہ ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے

1. إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ

جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا

2. وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ

اور جب وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرے گا

3. وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

اور جب معاہدہ کرے گا تو توڑ دے گا

4. وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ"[5]

اور جب جھگڑا کرے گا تو گالیاں دے گا

اس لئے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم خود کو علاماتِ نفاق سے پاک کریں- کیونکہ جو قوم کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے وعدہ کرے اور پھر اس وعدے کا پہرہ نہ دے تو ایسی قوم کا مقدر ذلت کے سوا کچھ نہیں-

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے نوجوانوں اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں اس سوچ کو پیدا کریں کہ ہم نے ہر قیمت پر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے کئے گئے وعدہ کو نبھانا ہے؛ اور اگر کوئی ثقافت یا تہذیب طاقت اور پروپیگنڈا کے ذریعے ہمیں مسمار کرنا چاہے تو ہمارا یہ ملی و دینی فریضہ بنتا ہے کہ اس کے مقابل اپنے قانونی اور انسانی حق کے ساتھ ایک مضبوط چٹان ثابت ہوں- اگر آپ غیر سرکاری تنظیموں کے طریقہ واردات سے باخبر ہیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تعلیم، کلچر اور آزادی جیسے خوبصورت نعروں کی آڑ میں کیا کچھ کیا جارہا ہے، فحاشی و عریانی کے فروغ، فحاشوں اور فحشاؤوں کی تعداد میں اضافے پہ تیسری دنیا کے ممالک میں اتنی خطیر رقم صرف کی جارہی ہے کہ ریاستوں کو ان رقوم کے سامنے بے بس کر دیا جاتا ہے، ساتھ قانون سازیاں ایسی کروانے پہ مجبور کیا جاتا ہے جو نہ صرف عام عوام بلکہ اچھے بھلوں کی سمجھ سے بڑی واردات ہوتی ہے- بندہ ناچیز کا یہ بیان کرنے کا مدعا یہ ہے کہ ایک اجنبی ثقافت طاقت اور دولت کے بل بوتے پہ دنیا پہ مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس کے مقابلے میں آج ہمیں اپنی اسلامی ثقافت کی ترویج اور دفاع کی زبردست ضرورت ہے- ہم بحیثیت ایک قوم کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کوئی ہماری روحوں کو پامال کر سکے-

اقبالؒ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ کسی قوم کی خودی، غیرت اور حمیّت کو کچلنا ہو تو اس کا ایک نسخہ لُردِ فرنگی نے ایجاد کیا ہے- لُرد lord کو کہتے ہیں- یعنی برطانوی lords نے ایک نسخہ ایجاد کیا ہے کہ:

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر

یعنی جب فرنگی تہذیب کی مرضی کا نظامِ تعلیم اور تعلیمی ادارے قائم ہو جائینگے تو وہ جدھر ہماری خودی کو موڑینگے، ہم بآسانی مڑ جائیں گے کیونکہ اس وقت ہمارے وجود میں حق کے لئے کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہے گی- اس لئے آج ہمیں اس اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے جو ہمیں قرآن مجید اور آقا کریم (ﷺ) نے سکھائی ہے- آج ہمیں اپنی اساس اور ثقافت کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس کا پہرہ دار ہمیں آقا کریم (ﷺ) نے بنایا-

☆☆☆

[4] (آل عمران:76)

[5] (صحیح بخاری، کِتَابُ المَظَالِمِ وَالغَصْبِ)

شیخ الاسلام امام بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام بقی، کنیت ابو عبد الرحمٰن ،لقب شیخ الاسلام اور نسب نامہ یہ ہے بقی بن مخلد بن یزید-

ولادت ووطن:

آپ اندلس کے مشہور شہر اور اسلامی علوم وفنون اور تہذیب وثقافت کے مرکز قرطبہ میں 201ھ میں پیدا ہوئے[1]

تحصیل علم کے لئے سفر:

انہوں نے علم کی تحصیل و تکمیل کیلئے مغرب و مشرق کے اکثر شہروں کا سفر اختیار کیا مؤرخین نے ان کو "**ذو راحلة واسعة**" یعنی کثیر الاسفار بتایا ہے-ابن مندہ اور امام حمیدی فرماتے ہیں کہ رحلت اور طلب حدیث کیلئے ان کے سفر مشہور ہیں- آپ نے تحصیل علم کیلئے مکہ، مدینہ، مصر، شام، بغداد، عراق کا سفر اختیار کیا-

علم کی طلب و تحصیل میں تن آسانی کو ناپسند کرتے تھے اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ کیا ایسے بھی علم کی طلب کی جاتی ہے کہ جب تم فارغ ہوتے ہو اور تم کو کوئی ضرورت نہیں ہوتی تو حصول علم کے لئے نکلتے ہو- میں نے ایسے جانباز اور شوقین طالب علم دیکھے ہیں جن کے پاس کھانے کیلئے درخت کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھا اور انہوں نے کاغذ خریدنے کے لئے اپنے کپڑے تک بیچ دیے-

شوق علم:

آپ کے شوقِ علم کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ:

"انہوں نے اندلس سے بغداد تک کا سفر پیدل چل کر طے کیا- مقصد امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث حاصل کرنا تھا-جب آپ بغداد پہنچے تو معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل سے ملنے اور ان سے حدیث سننے کی سرکاری طور پر پابندی ہے-امام بقی فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا تو مجھ پر غم والم کے پہاڑ ٹوٹ پرے-میں وہیں رک گیا اور سامان ایک سرائے میں رکھ کر بغداد کی عظیم الشان جامع مسجد میں گیا تاکہ لوگوں کے پاس جاکر یہ دیکھوں کہ وہ آپس میں امام احمد بن حنبل کے بارے کیا رائے رکھتے ہیں-اتفاق سے وہاں بہت ہی عمدہ اور مہذب حلقہ لگا ہوا تھا اور ایک شخص راویانِ حدیث کے حالات بیان کر رہا تھا وہ بعض کو ضعیف اور بعض کو قوی قرار دیتا-میں نے ایک آدمی سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں-اس نے کہا یہ یحیٰ بن معین ہیں- مجھے ان کے قریب خالی جگہ نظر آئی میں وہاں جاکر کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ اے شیخ میں ایک پردیسی آدمی ہوں جس کا وطن یہاں سے بہت دور ہے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں آپ میری خستہ حالی کی بنا پر مجھے جواب سے محروم نہ کیجئے گا- شیخ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھنا ہے-میں نے چند ایسے محدثین کے بارے میں دریافت کیا جن سے میری ملاقات ہو چکی تھی انہوں نے بعض کو صحیح اور بعض کو مجروح بتایا آخر میں ہشام بن عمار کے متعلق پوچھا کیونکہ ان کے پاس میری حاضری بار بار ہوئی ہے انہوں نے ان کا نام سن کر فرمایا کہ ابو الولید ہشام بن عمار دمشق کے رہنے والے بہت بڑے نمازی، ثقہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں-میرا اتنا پوچھنا تھا کہ حلقہ والے چیخ پڑے اور کہا کہ جناب بس کیجئے دوسروں کو موقع دیں میں نے کھڑے کھڑے عرض کیا کہ میں نے آپ سے

[1] (تاریخ علماء الاندلس، جزء-1، ص:109)

امام احمد بن حنبل کے بارے میں پوچھتا ہے یہ سن کر امام یحیٰ بن معین نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم امام احمد بن حنبل کے بارے تنقید کریں گے وہ مسلمانوں کے امام، ان کے مسلمہ عالم اور صاحب فضل و کمال نیز ان میں سے سب سے بہتر شخص ہیں- اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور پوچھتے پوچھتے امام احمد بن حنبل کے مکان پر پہنچ گیا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر تشریف لائے میں نے عرض کی کہ اے امام صاحب میں ایک پردیسی آدمی ہوں اس شہر میں پہلی بار آیا ہوں طالب حدیث ہوں اور یہ سفر محض آپ کی خدمت میں حاضری کی وجہ سے کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اندر آجاؤ کہیں تمہیں کوئی دیکھ نہ لے- جب میں اندر آگیا تو انہوں نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے عرض کی کہ مغرب بعید میں انہوں نے کہا کہ کیا افریقہ میں- میں نے عرض کہ اس سے بھی دور ہمیں اپنے ملک سے افریقہ جانے کے لئے سمندر پار کرنا پڑتا ہے- میں اندلس کا رہنے والا ہوں انہوں نے کہا کہ واقعی تمہارا وطن بہت دور ہے تمہارے جیسے شخص کے مقصد کو پورا کرنا اور اس پر ہر ممکن تعاون کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے- لیکن کیا کروں اس وقت آزمائش میں گرفتا رہوں شاید تمہیں اس کے بارے معلوم ہو گیا ہو گا- میں نے عرض کی اے ابو عبد اللہ میں پہلی بار اس شہر میں آیا ہوں مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ آپ کے پاس فقیرانہ بھیس میں آجایا کروں اور دروازے پر وہی صدا لگایا کروں جیسی فقیر لوگ لگاتے ہیں تو پھر آپ باہر تشریف لانا- اگر آپ نے روزانہ ایک حدیث بھی سنادی تو وہ میرے لئے کافی ہے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم لوگوں کے پاس آمد و رفت نہیں رکھو گے اور نہ ہی محدثین کے حلقوں میں جاؤ گے- میں نے عرض کی کہ آپ کی شرط منظور ہے- الغرض میں روزانہ اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی لیتا سر پر بھیکاریوں کا سا کپڑا باندھتا اور کاغذ دوات آستین میں رکھ کر آپ کے دروازے پر جا کر صدا لگاتا آپ تشریف لاتے اور جب میں اندر ہو جاتا تو دروازہ بند کر کے کبھی دو کبھی تین یا اس سے زیادہ حدیثیں بیان فرماتے- یہاں تک کہ میرے پاس قریب 300 کے حدیثیں جمع ہو گئیں- اس کے بعد امام احمد سے ابتلاء کا دور ختم ہو گیا جب میں ان کے پاس جاتا تو وہ مجھے اپنے پاس بٹھاتے اور طلباء سے کہتے کہ دیکھو اسے کہتے ہیں طالب علم-[2]

اساتذہ:

امام بقی بن مخلد نے تقریباً 300 اساتذہ سے کسبِ فیض کیا تھا- ان کا شمار امام احمد بن حنبل کے خاص اور مایۂ ناز شاگردوں میں ہوتا ہے آپ کے اکثر شیوخ وہ ہیں جن کو امام مالک، سفیان بن عیینہ، امام شافعی اور حماد بن زید جیسے جلیل القدر محدثین و فقہاء سے شرف تلمذ حاصل تھا- آپ کو جن حضرات سے اکتساب علم کا موقع ملا ان میں سے چند ممتاز مشائخ درج ذیل ہیں:

’’یحیٰ بن یحیٰ اللیثی، یحیٰ بن عبد اللہ بن بکیر، محمد بن عیسی، ابو مصعب الذھری، صفوان بن صالح، ابراھیم بن منذر، ھشام بن عمار، زھیر بن عباد، یحیٰ بن عبد الحمید الحمانی، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، امام احمد بن حنبل، امام ابو بکر بن ابی شیبہ، یحیٰ بن بشر الحریری، شیبان بن فروخ، سوید بن سعید، ھدبہ بن خالد، محمد بن ابان الواسطی، حرملۃ بن یحیٰ، اسماعیل بن عبید الحرانی، یعقوب بن حمید، عیسیٰ بن حماد، سحنون بن سعید الفقیہ، عثمان بن ابی شیبہ، عبد اللہ قواریری، ابو کریب، امام بندار، امام فلاس، کثیر بن عبید، ابراھیم بن محمد شافعی، احمد بن ابراھیم دورقی‘‘-[3]

تلامذہ:

آپ سے مستفید ہونے والے بے شمار علماء و محدثین ہیں ان میں سے چند مشہور اصحاب کے نام یہ ہیں:

’’احمد بن بقی یہ ان کے بیٹے ہیں، ایوب بن سلیمان المری، احمد بن عبد اللہ اموی، اسلم بن عبد العزیز، محمد بن وزیر، محمد بن عمر بن لبابہ، حسن بن سعد الکنانی، عبد اللہ بن یونس، عبد الواحد بن حمدون، ھشام بن ولید الغافقی‘‘-[4]

[2](سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:292-293)

[3](سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:285)

[4](ایضاً، ص:286)

حدیث میں علمی مقام و مرتبہ:

امام بقی بن مخلد نے اس زمانے کے دستور کے مطابق علم حدیث کی جانب زیادہ توجہ کی اور اس میں اتنا کمال پیدا کیا کہ ان کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے-مؤرخین اور علمائے سیر نے لکھا ہے کہ:

بالغ فی الجمع والروایۃ یعنی حدیث کی روایت و تحریر میں ان کو بڑا انہماک تھا-حفظ و ضبط اور صدق و ثقاہت میں بھی ممتاز تھے-علامہ ذہبی نے ان کو ثقہ، حجت، ثبت اور حافظ ابن عساکر نے الحافظ اور امام حمیدی نے من الحفاظ المحدثین لکھا ہے-حدیث کے ضبط و نقل میں ان کی احتیاط اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ان کو کم سنی میں سفیان ثوری کے بعض تلامذہ سے ملاقات و استفادہ کا موقع ملا تھا مگر ان سے روایت کرنے سے احتراز کیا-

علم و فضل اور آئمہ کرام کی آراء:

آپ علم کے میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے اس لئے محدثین اور ارباب علم نے ان کے دینی و علمی کمالات کا اعتراف کیا ہے-علامہ ذہبی نے ان کو امام القدوۃ، احد الائمۃ الاعلام، عدیم المثال اور یکتائے روزگار لکھا ہے-

علامہ احمد بن ابی خیثمہ فرماتے ہیں:

"ہل یحتاج بلد فیہ بقی ان یاتی منہ الینا احد"[5]

"جس شہر میں امام بقی جلوہ گر ہوں وہاں کے کسی آدمی کو ہم لوگوں کے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے"-

علامہ طاہر بن عبد العزیز فرماتے ہیں:

"حملت مع نفسی جزاء من مسند ابی عبد الرحمٰن بقی بن مخلد الی المشرق فاریتہ محمد بن اسماعیل الصائغ فقال ما اغترف ہذا الامن بحر علم و عجب من کثرۃ علمہ"[6]

"میں مسند بقی کا ایک جزلے کر مشرق کی طرف گیا اور محمد بن اسماعیل صائغ کو دکھایا تو انہوں نے فرمایا یہ شخص علم کا سمندر ہے اور انہوں نے آپ کے کثرت علم پر تعجب کیا"-

حافظ ابن لبابہ فرماتے ہیں:

"کان بقی من عقلاء الناس و افاضلھم"[7]

"امام بقی عقلاء اور افاضل علماء میں سے تھے"-

امام ذہبی آپ کی علمی وجاہت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"کان اماماثقۃ حجۃ عدیم النظیر فی زمانہ"[8]

"آپ ثقہ، حجت اور اپنے زمانے میں بے مثال امام تھے"-

تفقہ و اجتہاد:

آپ ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و اجتہاد میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے-انہوں نے فقہ افریقہ میں علامہ سحنون بن سعید سے حاصل کی وہ کسی خاص امام یا مذہب کے پابند نہیں تھے بلکہ خود فقیہ و مجتہد اور صاحب اختیارات تھے-

اس لئے امام ذہبی اور علامہ ابن عساکر فرماتے ہیں:

"و کان مجتھدا متخیرا لا یقلد احدا"[9]

"وہ مجتہد، صاحب اختیارات اور کسی امام کے مقلد نہ تھے"-

کیونکہ آپ مجتہدین اور فقہاء کی تقلید کی بجائے براہ راست احادیث و آثار کی پیروی کرتے تھے اس لئے آپ کو علماء و فقہاء کی ایک جماعت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا-اس زمانہ میں اندلس میں فقہ مالکی کا غلبہ تھا اس لئے عموماً لوگوں کو مؤطا امام مالک اور اہل مدینہ کی حدیثوں سے زیادہ واقفیت تھی اور اس کے مقابلے میں اہل عراق کے متعلق یہ بدگمانی تھی

[5](تذکرۃ الحفاظ، جز:2، ص:152)
[6](تاریخ علماء الاندلس، جز-1، ص:108)
[7](سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:292)
[8](تذکرۃ الحفاظ، جز:2، ص:152)
[9](تاریخ دمشق، جز:10، ص:358)

کہ وہ قلیل الاحادیث ہیں- چنانچہ امام بقی نے جب مصنف ابن ابی شیبہ کا جس کو وہ اپنے ساتھ لائے تھے درس دینا شروع کیا اور احادیث کی نشر و اشاعت شروع کی تو فقہاء کی ایک جماعت مسائل میں اختلاف کو برداشت نہ کر سکی اور امام صاحب کی مخالفت شروع کر دی عوام کو بھی ان کے خلاف بھڑکا دیا ان کو مخالفت کے اس طوفان سے مجبور ہو کر درس و تدریس کا مشغلہ ترک کر دینا پڑا- جب فرمانروائے اندلس محمد بن عبد الرحمٰن بن حکم اموی کو جو خود بھی صاحب علم اور علم و فن اور علماء کا بڑا قدر شناس تھا اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو اس نے شیخ الاسلام اور ان کے مخالفین کو طلب کیا اور مصنف ابن ابی شیبہ کو منگوا کر خود اس کا مطالعہ کیا اور اس قدر پسند کیا کہ اپنے کتب خانہ کیلئے اس کی نقل فراہم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہمارا کتب خانہ ایسی اہم کتاب سے خالی نہیں ہونا چاہیے اور امام بقی سے کہا کہ آپ علم کی نشرواشاعت جاری رکھیں اور احادیث رسول (ﷺ) کا جو ذخیرہ آپ کے پاس ہے اس سے لوگوں کو فیض یاب فرمائیں اور مخالفین کو بھی تنبیہ فرمائی کہ ان سے آئندہ کسی قسم کا تعرض نہ کریں-[10]

علوم کی نشرواشاعت:

آپ کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مشرقی ممالک سے واپسی کے بعد اندلس کی سرزمین کو احادیث وروایات کی نشرواشاعت سے معمور کر دیا حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں:

"رجع الی الاندلس فملاھا علما جما"[11]

"جب آپ اندلس لوٹے تو اس کو علوم سے بھر دیا"-

آپ نے متعدد اہم اور امہات کتب کو لکھا اور ان کو اندلس میں متعارف فرمایا مؤرخین فرماتے ہیں:

"کتب المصنفات الکبار و ادخلھا الاندلس و نشر بھا علم الحدیث"[12]

"وہ بڑی اور بلند پایہ کتابوں کو نقل کر کے اندلس لائے اور یہاں علم حدیث کی اشاعت کی"-

علامہ ابو الولید بن فرضی فرماتے ہیں کہ:

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الام للامام الشافعی، کتاب التاریخ، و کتاب الطبقات لخلیفہ بن خیاط اور سیر عمر بن عبد العزیز کو وہی اندلس لائے اور اہل اندلس کو اس سے متعارف کروایا-[13]

زھد و تقویٰ:

آپ زہد و تقویٰ میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے تھے وہ شب بیدار اور نوافل و تہجد کے پابند تھے-علامہ ذہبی آپ کے زہد و تقویٰ کو اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

"و کان اماما مجتھدا صالحا ربانیا صادقا مخلصا رأسا فی العلم و العمل"[14]

"وہ مجتہد، صالح عالم ربانی، صادق، مخلص اور علم و عمل میں انتہائی درجے کو پہنچے ہوئے امام تھے"-

"تذکرۃ الحفاظ" میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ:

"وہ صالح، عابد اور تہجد گزار تھے"-

علامہ ابو الولید ابن الفرضی فرماتے ہیں:

"وکان بقی ورعا فاضلا زاھدا"[15]

"امام بقی صاحب تقویٰ، فاضل اور زاہد تھے"-

آپ کے اسی زہد و تقویٰ کی بنا پر مؤرخین اور آئمہ سیر نے لکھا ہے کہ وہ آئمہ محدثین اور زہاد صالحین میں سے تھے- تلاوتِ قرآن مجید کی کثرت آپ کا معمول تھا رمضان شریف

---

[10] (سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:288)

[11] (تاریخ دمشق، جز:10، ص:358)

[12] (الاکمال فی رفع الارتیاب: جز:1، ص:344)

[13] (سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:287)

[14] (سیر اعلام النبلاء، جز:13، ص:286)

[15] (تاریخ علماء الاندلس، جز-1، ص:109)

کے علاوہ بھی اکثر مسلسل روزے رکھتے تھے لیکن جمعہ کو افطار کرتے تھے۔حج بیت اللہ کا اہتمام بھی آپ کا معمول رہا۔

علامہ شہاب الدین الحموی فرماتے ہیں:

"انہ کان یطوف فی الامصار علی اھل الحدیث فاذا اتی وقت الحج اتی الی مکة فحج ھذا کان فعلہ کل عام فی رحلتیہ جمیعا"[16]

"وہ سال بھر مختلف شہروں کے علمائے محدثین کی خدمت میں حاضر ہو کر علم و فن کی تحصیل کرتے تھے جب حج کا وقت آتا تو مکہ جا کر حج ادا کرتے اور آپ کے تمام سفروں میں ہر سال ان کا یہی معمول رہا"۔

آپ بڑے متواضع اور بااخلاق تھے لوگوں کے درد و غم میں شریک رہتے ان کی حاجت روائی کرتے۔مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت بڑے شوق سے کرتے ہر نیک کام میں رغبت تھی کبھی کسی سائل کو خالی واپس نہ کرتے۔اگر کچھ نہ ہو تا تو کپڑے تک دے دیتے، مستجاب الدعوات تھے۔ اکثر لوگ ان کی دعا کی برکت و تاثیر کی وجہ سے ان سے دعا کی فرمائش کرتے تھے ان میں ایک امتیازی وصف یہ بھی تھا کہ ان میں جہاد کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا تھا چنانچہ وہ کئی جنگوں میں شریک ہوئے۔

تصانیف:

امام بقی کثیر التصانیف اور صاحب کمال مصنف تھے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ انہوں نے نہایت عمدہ کتابیں لکھیں جو ان کی جامعیت، دقت نظر، کثرت مطالعہ اور وسعت معلومات پر شاہد ہیں ان کی تصنیفات بے نظیر اور اسلام کی اہم اور بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہیں۔مگر افسوس ہے کہ بہت سے قدماء کی طرح ان کی کتابیں ناپید ہو گئیں جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

وہ درج ذیل ہیں:

❖ کتاب التفسیر: یہ بڑی عمدہ تفسیر ہے اس کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ امام ذہبی اور امام یافعی نے اس کو جلیل القدر بیان کیا ہے۔علامہ ابن حزم کے خیال میں یہ ایک لاجواب اور عدیم المثال تفسیر ہے وہ اس کو تفسیر ابن جریر پر بھی ترجیح دیتے تھے۔

❖ مسند الکبیر: یہ ان کی سب سے اہم اور عظیم الشان تصنیف ہے جو 1300 سے زائد صحابہ کرام کی حدیثوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب کو انہوں نے صحابہ کے ناموں پر مرتب کیا ہے ہر صحابی کی حدیث کو فقہ و احکام کے ابواب و عنوانات کے تحت نقل کیا ہے۔اس اعتبار سے یہ مسند بھی ہے اور مصنف بھی۔علامہ ابو محمد علی بن احمد اس مسند کی اہمیت و عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وما اعلم لاحد ھذہ الرتبة قبلہ مع ثقتہ و ضبطہ و اتقانہ فی الحدیث و جودة شیوخہ فانہ روی عن مأتی رجل و اربعة و ثمانین رجلا لیس فیھم عشرة ضعفاء و سائرھم اعلام مشاھیر"۔[17]

"میرے علم میں اس مرتبہ و اہمیت کی اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی انہوں نے اپنی ثقاہت، ضبط، اتقان حدیث میں جامعیت اور جودتِ شیوخ کے باوجود 284 راویوں سے اس کی روایت کی ہے جو قریب قریب سب مشہور اور بلند پایہ محدث ہیں"۔

❖ فتاوائے صحابہ وتابعین ومن دونہم۔[18]

وفات:

مشہور اور صحیح روایت کے مطابق انہوں نے 29 جمادی الثانی 276ھ کو اندلس میں وفات پائی۔محمد بن یزید نے نماز جنازہ پڑھائی اور بنو عباس کی جانب منسوب ایک قبرستان میں دفن کئے گئے۔[19]

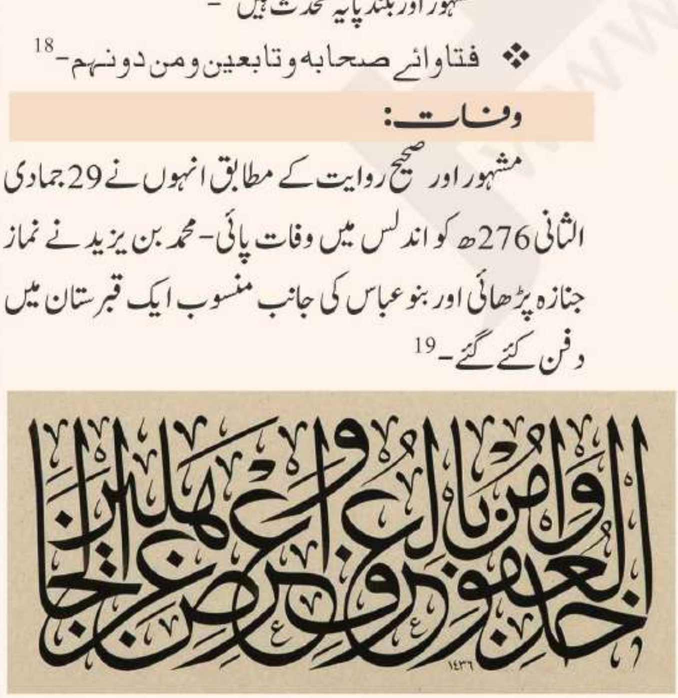

☆☆☆

[16](معجم الادباء، جز:2، ص:748)

[17](جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس، جز:1، ص:177)

[18](ایضاً)

[19](تاریخ علماء الاندلس، جز-1، ص:109)

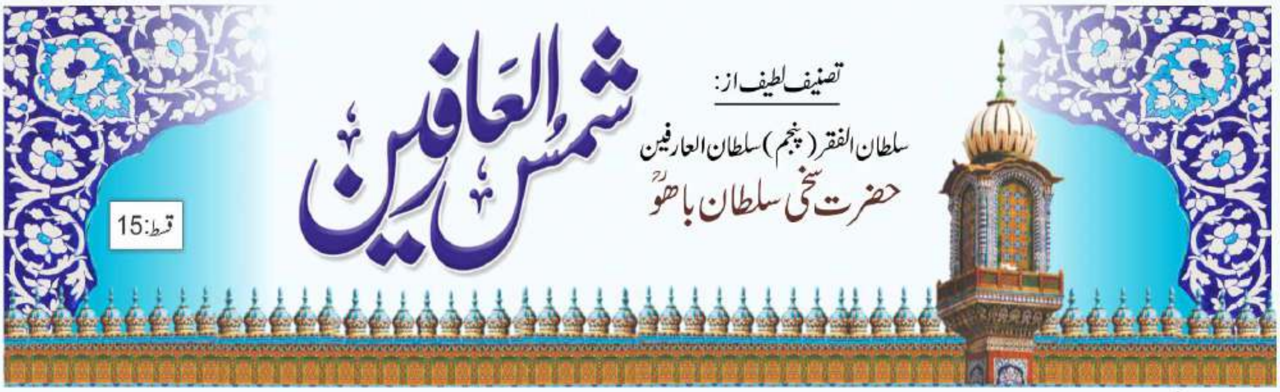

جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کرلیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دے دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو کر مرتبہ ٔ فنا فی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں- دریائے توحید میں غوطہ زن ہونے سے بعض طالب تو سالک مجذوب ہو جاتے ہیں اور بعض مجذوب سالک اہلِ توحیدِ ذات ہو جاتے ہیں- اہلِ درجات مراتبِ ذات سے محجوب رہتے ہیں- جو شخص لامکان میں پہنچ کر دریائے توحید کے نور کا مشاہدہ کرلیتا ہے، اُس کو بیان نہیں کر سکتا کہ لامکان غیر مخلوق ہے اور اُس کی مثال نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہاں نہ تو دنیائے گندگی کی بدبُو کا گزر ہے اور نہ ہی ہوائے نفس کی گنجائش ہے، وہاں تو ہر وقت استغراقِ بندگی ہے- لامکان میں شیطان کے داخلے کا امکان ہی نہیں ہے-

الغرض لامکان کے اندر فرمانِ الٰہی: ''فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ''[1] کے مصداق تُو جدھر بھی دیکھے گا تجھے نورِ توحید ہی نظر آئے گا- معرفتِ توحید اور قربِ حضور کے یہ مراتب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور شریعت و کلمہ طیب ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں- یہ راہِ لامکان تحقیق ہے، اِس میں شک کرنے والا زندیق ہے- اے عزیز! جب تک طالب کے وجود کا برتن چار قسم کے ذکر، چار قسم کے مراقبے اور چار قسم کے فکر سے پک کر پختہ نہیں ہو جاتا وہ مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری کے لائق نہیں ہوتا- پہلا ذکر ذکرِ زوال ہے، جس کے شروع کرتے ہی ادنیٰ و اعلیٰ ہر قسم کی مخلوق ذاکر کی طرف رجوع کرتی ہے اور بے حد و بے شمار لوگ اُس کے طالب مرید بنتے ہیں- جب یہ ذکر اختتام کو پہنچتا ہے تو تمام طالب مرید اُس سے برگشتہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری اِس ذکر فکر سے ہزار بار توبہ ہے- صرف وہ طالب مرید ارادت میں برقرار رہتا ہے جو انتہا پر پہنچ کر معرفتِ الٰہی حاصل کر چکا ہو- دوسرا ذکر ذکرِ کمال ہے جس کے شروع کرتے ہی فرشتے ذاکر کی طرف رجوع کرتے ہیں- فرشتوں کے لشکر اُس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور کراماً کاتبین اُسے نیک و بد سے آگاہ کر کے گناہوں سے باز رکھتے ہیں- جب یہ ذکر ختم ہوتا ہے تو تیسرے ذکر ذکرِ وصال کی باری آجاتی ہے جس کے شروع کرتے ہی ذاکر کو باطن میں مجلسِ انبیاء و اولیاء اللہ کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے- جب یہ ذکر ختم ہوتا ہے تو چوتھے ذکر ذکرِ احوال کا آغاز ہوتا ہے- ذکرِ احوال شروع کرتے ہی ذاکر کو تجلیاتِ نورِ ذات کا مشاہدہ اور مرتبہ ٔ فنا فی اللہ بقا باللہ حاصل ہو جاتا ہے- جب طالب اِن چاروں اذکار سے گزر جاتا ہے تو مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری کے لائق ہو جاتا ہے-

(جاری ہے)

---

1 پس تُو جدھر بھی دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا-

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

عاشق دی دل موم برابر معشوقاں دل کاہلی ھو
طاماں ویکھے تُر تُر تکے جیوں بازاں دی چالی ھو
باز بے چارا کیونکر اُڈے پیریں پیوس دوالی ھو
جیں دل عشق خرید نہ کیتا باھو دوہاں جہانوں خالی ھو

Aashiq's heart is like wax, which anxiously melts for beloved Hoo
With the characteristic of hawk he concentrates his feed Hoo
How could helpless hawk fly he has string tied to his feet Hoo
Such heart that didn't purchased ishq Bahoo will remain in both worlds as empty defeat Hoo

Aashiq di dil mom barabar mashooqaa'N wal kahili Hoo
Tamaa'N wekhay tur tur takkay jeou'N bazaa'N di chali Hoo
Baz bay chara kiyonkar udday peree'N peous dawali Hoo
Jai'N dil ishq khareed na kita Bahoo dohaa'N jahanoo'N khali Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

1-"عاشق بے چارے کی جان خیالِ یار میں اٹکی رہتی ہے اِس لئے وہ ہر وقت عشق و محبت کے ترانے گاتا رہتا ہے"-(عین الفقر)

اس مصرع میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) عاشق کی کیفیت کو بیان فرماتے ہیں کہ اس کا دل موم کی طرح ہوتا ہے جو حرارتِ عشق سے پگھلتا رہتا ہے اور وہ اپنے معشوق کے وصال کو جلدی حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے-اسی چیز کو آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مقام پہ یوں بیان فرمایا ہے:

"فقیر کا وجود ایک لطیفہ ہے جو خاکِ عشق سے پیدا ہوتا ہے، اُسے معشوق کی ذات کے بغیر قرار نہیں آتا، جب تک اُسے معشوق نظر نہ آجائے وہ ازل سے ابد تک اُس کے شوق میں سرگردان رہتا ہے"-(عین الفقر)

2-3: ان دو مصرعوں میں عاشق صادق کو "باز" سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح باز کے سامنے دور گوشت رکھ دیا جائے تو وہ گوشت حاصل کرنے کی شدید خواہش کے باوجود حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کے پاؤں میں ایک مضبوط ڈوری بندھی ہوتی ہے اسی طرح عاشق بھی اپنے محبوب کی ملاقات و دیدار کی شدید خواہش رکھتا ہے لیکن شیطان کے بچھائے ہوئے جال اس کی راہ میں حائل ہیں-جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"شروع میں جب طالب اللہ تصورِ اسم اَللّٰہُ کے شغل میں محو ہوتا ہے تو ابلیس علیہ اللعنت ہنستا ہے اور اُس کے سامنے ہر قسم کی حجت و دلیلِ نفسانی اور زینتِ دنیائے شیطانی پیش کرتا ہے اور شروع سے آخر تک معرفتِ الٰہی کی راہ میں اُس کے سامنے ہزاراں ہزار قسم کے حجابات کھڑے کرتا ہے"-(محک الفقر کلاں)

مزید ارشاد فرمایا: "تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان آدمی کا پکا دشمن ہے اور یہ ہر وقت آدمی کے ساتھ اِس طرح نتھی رہتا ہے جس طرح کہ دم جان کے ساتھ"-(محک الفقر کلاں)

طالب و مطلوب کے درمیان حائل موذی دشمن کی حقیقت اور اس کو ہٹانے کا طریق بتاتے ہوئے حضور سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"جان لے کہ دیدارِ الٰہی اور اہلِ دیدار کے درمیان کوئی پتھر یا پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہو سکتی بلکہ دیو نفس حائل ہوتا ہے جو پتھر اور دیوار سے بھی سخت تر حجاب ہے اور جس کا مارنا بے حد مشکل و دشوار ہے-مرشدِ کامل سب سے پہلے اِسی دیوِ خبیث، مصاحبِ ابلیس کو تصورِ اسم اللہ ذات کی تلوار سے قتل کرتا ہے اور جب یہ دیو نفس مر جاتا ہے تو بندے اور ربّ کے درمیان سے بیگانگی کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بندہ ہر وقت بلا حجاب دیدارِ پروردگار کرتا ہے"-(نور الھدیٰ)

4: "جس دل میں محبتِ الٰہی نہیں وہ آتشِ دوزخ میں جلے گا- آتشِ دوزخ اُسی کو جلائے گی جو آتشِ عشق میں نہ جلا ہو گا"-(عین الفقر)

اس بیت مبارک میں دراصل طالب و مطلوب کی اس کیفیت کو بیان کیا گیا ہے جب طالب اپنے انتہائی طلب کے باوجود راستے کی حائل رکاوٹوں (نفس و شیطان وغیرہ) کی وجہ سے اپنا مقصود (وصال) حاصل نہیں کر پاتا ہے، لیکن اگر عشق اس کا ہمراہ بن جائے تو طالب کی دوری، حضوری میں بدل جاتی ہے، جیسا کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان مبارک ہے: "عشق ایک آگ ہے جو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے" -(عین الفقر)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عشق کا حصول کس طرح ممکن ہے؟ عشق کے حصول کا طریقہ بتاتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"عشق کی چھت بہت بلند ہے، اُس پر پہنچنے کے لئے اسم اَللّٰہُ ذات کی سیڑھی استعمال کر جو تجھے ہر منزل و ہر مقام بلکہ لامکان تک پہنچا دے"-(عین الفقر)

مزید اپنے عارفانہ کلام میں ارشاد فرمایا:

جِس دِل اِسم اللہ دا چمکے عِشق بھی کردا ہلّے ھو

مولانا رومی اور حضرت سلطان باھُو

کے افکار پہ مرتب کردہ کتاب،

علم و عرفان کا ایک حسین امتزاج

علم دوست لوگوں کے لئے

خوبصورت تحفہ

New Arrival

دنیائے اسلام کی دو عظیم شخصیات کی
تعلیمات کا ایک

تحقیقی جائزہ

Mevlana Jalal ud Din

Rumi

&

Sultan ul Arifeen Sultan

Bahoo

Collection of Selected Essays

Compiled By:

Sahibzada Sultan Ahmed Ali

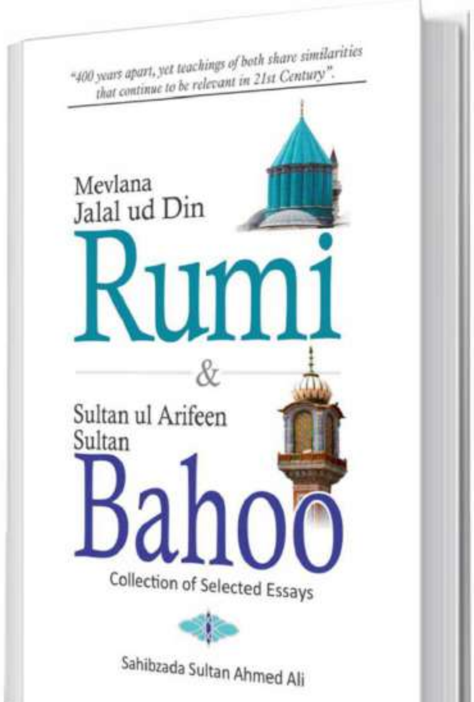

MUSLIM Institute
ISLAMABAD - LONDON
Web: www.muslim-institute.org,

پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں